قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ❊ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ[1] کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ❊ پس اتباعاً للنص المزبور ❊ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج مشہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

جلد ۱	بابتہ ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ	نمبر ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ❊ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ❊ بادارۃ محمد عثمان عامی ❊ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بارندہ نوز بر صد و ہمی گردد

[1] ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ و قضی بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابتہ جمادی الثانی ۱۳۴۲ھ

جو

بہ برکت دعاء حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اطلاع

انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ پابندی کے ساتھ وقت پر روانہ کیا جائے گا۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی پرچہ نہ پہنچے تو تاریخ اشاعت سے ایک ہفتہ تک انتظار کر کے کارڈ لکھدیں۔ اطلاع آنے پر دوسرا پرچہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا اور اگر بہت عرصہ بعد اطلاع دیگئی تو پرچہ دینا دشوار ہوگا۔

(مسلیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترغیب دربارہ اخلاص و صدق و نیک نیتی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (سفر میں) چلے رات کو ایک غار میں شب باشی کا موقعہ ملا اوس کے اندر داخل ہو گئے۔ ایک بڑا پتھر پہاڑ سے لڑکا اور اُس نے غار کا رستہ بند کر دیا پس اون لوگوں نے کہا کہ اس پتھر سے تم کو کوئی چیز نجات نہیں دیسکتی بجز اسکے کہ بطفیل اپنے اپنے اعمال صالحہ کے دعا کرو اون میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں شام کا دودھ انسے پہلے اپنے اہل و مال (یعنی غلام باندیونکو) نہیں دیا کرتا تھا ایک روز میں چارہ کی تلاش میں دُور نکل گیا شام کو اونکے پاس نہ پہنچ سکا یہانتک کہ وہ سو گئے پھر میں نے اونکے واسطے دودھ دوہا اونکو سوتا ہوا پایا یہ مکروہ جانا کہ اون دونوں سے پہلے اپنے اہل و مال کو پلاؤں پس دودھ کو ہاتھ میں لیئے ہوئے کھڑا رہا۔ اونکی بیداری کا انتظار کرتا تہا یہانتک کہ صبح ہو گئی بعض راویوں نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ بچے میرے قدموں میں چلاتے تھے پھر وہ بیدار ہوئے اور اپنا دودھ پیا اے اللہ اگر میں نے یہ محض تیری رضامندی کے لیئے کیا تہا تو ہم پر اس پتھر کو کھولدے پس ایسا کچھ کھلا کہ نکل نہیں سکتے تھے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوسرے نے کہا کہ خدایا میرے ایک چچا کی بیٹی مجھکو نہایت درجہ پیاری تھی میں نے اوس سے قربت چاہی وہ مجھسے بچتی رہی یہانتک کہ وہ ایک قحط میں مبتلا ہو کر میرے پاس آئی میں نے اوسکو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھکو قربت کا اختیار دے اوس نے منظور کیا یہانتک کہ جب میں اسپر قادر ہوا تو اوس نے کہا میں تجھکو یہ حلال نہیں کرتی ہوں کہ تو اللہ کی مہر لگائی ہوئی کو بغیر حق کے توڑے میں نے اوس سے قربت میں حرج جانا۔ اور اوس سے علیحدہ ہو گیا باوجودیکہ وہ مجھکو تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھی اور جو اشرفیاں اسکو دی تھیں وہ بھی چھوڑ دیں۔ اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی کے واسطے کیا تہا تو اسکی برکت سے ہم کو اس موجودہ بلا سے نجات دے وہ پتھر اور کھل گیا مگر ابھی نکل نہیں سکتے تھے حضور نے فرمایا کہ

تیسرے نے کہا اے اللہ میں نے مزدور لگائے تھے اور سب کو مزدوری دیدی تھی مگر ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا میں نے اسکی مزدوری کو بڑہانا شروع کیا یہانتک کہ بہت مال بڑہ گیا پھر ایک زمانہ بعد وہ آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھکو ادا کردے میں نے کہا کہ تمام اونٹ گائیں بکری غلام جو تو دیکھتا ہے تیری ہی مزدوری کے حاصل کردہ ہیں کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندہ مذاق مت کر میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا تب اوس نے وہ سب لیکر ہانک لئے اور اومیں سے کچھ نہیں چھوڑا۔ اے اللہ اگر میں نے یہ تیری رضا جوئی کے واسطے کیا تہا تو ہم سے اس بلا کو کھولدے جسمیں ہم مبتلا ہیں۔ بس وہ پتھر کھل گیا اور وہ لوگ نکلکر چلے گئے۔ اور ایک دوسری روایت اس طرح سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین شخص چلے جاتے تھے اتفاقًا بارش آگئی ایک غار میں ٹھہرگئے اوس غار کا منہ بند ہوگیا تب بعض نے بعض سے کہا کہ خدا کی قسم تم کو اس بلا سے کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی بجز صدق وصفا کے پس تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اللہ پاک سے ایسے عمل کے طفیل میں دعا کرے۔ جسمیں جانتا ہے کہ سچا تھا (یعنے جانتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیا تھا) اون میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ ایک میرا مزدور تھا اوس نے میرے یہاں ایک فرق جوار پر کام کیا تہا (فرق مدینہ منورہ کا ایک پیمانہ ہے آٹھ سیر کا) وہ اوس جوار کو چھوڑ کر چلا گیا میں نے ہمت کرکر اوس جوار کو بودیا اُس میں اسقدر پیدا ہوا کہ میں نے اوس سے بیل خرید لئے پھر وہ آیا مزدوری مانگتا تھا مینے کہا کہ ان بیلوں کو لے لے یہ اوس آٹھ سیر جوار سے ہے اوس نے وہ سب ہانک لئے اب (اے اللہ) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے خوف سے کیا تھا تو اس غار کے موہنہ کو کھولدے بس پتھر ہٹ گیا باقی حدیث مثل سابق کے بیان کی ہے یہ روایت بخاری مسلم ونسائی سے روایت کی ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں مختصر روایت کی ہے جو انشاء اللہ برالوالدین میں آئے گی ف میرے استاد حضرت مولنٰنا احمد حسن صاحب امروہوی نے اس حدیث میں بیان کیا تھا کہ جب اس حدیث شریف سے اعمال ماضیہ سے توسل ثابت ہوا تو عمل کرنے والوں سے توسل پکڑنا بدرجہ اولے جایز ہے پس شجرات بزرگان دین میں جو اہل سلسلہ سے توسل اختیار کیا گیا ہے اس حدیث شریف سے اسکا جواز ثابت ہے مگر یہ واضح رہے کہ زمانہ موجودہ میں جو قبور اہل اللہ پر جاکر مرادیں مانگتے ہیں اوسکی کوئی اصل نہیں ہے اب تو خود اہل اللہ سے مانگتے ہیں یہ تو بالکل حرام ہے اسواسطے کہ بجز خدائے وحدہ کے کسی دوسرے کو متصرف ماننا کفر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ اے

بزرگ تم ہمارے بارہ میں دعا کرو یہ بھی ناجائز ہے اسواسطے کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لا تسمع الموتٰے۔ تم مردوںکو نہیں سُنا سکتے ہاں اللہ پاک جو چاہے اور جسکو چاہے سنادے پس علے الاطلاق یہ سمجھ لینا کہ یہ بزرگ سب سنتے ہیں یہ عقیدہ قرآن شریف کے مخالف ہے۔
ایک طریق اور ہے وہ یہ کہ خدا ہی سے مانگتے ہیں توسل اون بزرگوں کے مگر قبر کی طرف کھڑے ہوکر اور قبر کیطرف ہاتھ اٹھا کر اسمین اہل قبور سے مانگنے کی صورتاً مشابہت ہے اور بُرے کام کی مشابہت بھی بری ہے لہذا سلامتی کا طریق یہ ہے کہ قبلہ رو خدا کیطرف متوجہ ہوکر دعا کرے اللہ اعلم بالصواب۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ وحدہ سے اخلاص رکھتا ہوا نماز کو باہتمام ادا کرتا ہوا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہوا دنیا سے جدا ہوا وہ ایسی حالت میں جدا ہوا کہ خدا اوس سے راضی ہے اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بخاری مسلم کی شرط پر ہے۔ قبیلہ اسلم کے ایک شخص ابو فراس نامی سے روایت ہے کہا کہ ایک آدمی نے آواز دی اور کہا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے فرمایا کہ (خدا کے ساتھ) اخلاص اور دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ (ابو فراس نے) کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو چاہو دریافت کرو تب ایک شخص نے پکارا کہ یارسول اللہ اسلام کیا ہے فرمایا نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا عرض کیا پھر ایمان کیا ہے فرمایا اخلاص (باللہ) عرض کیا پھر یقین کیا ہے فرمایا تصدیق۔ اس حدیث کو بیہقی نے مرسل روایت کیا ہے۔ ف رمضان کے روزہ اور حج اسلام اسوجہ سے یہاں ارکان اسلام میں نہیں بیان فرمایا کہ اسوقت تک فرض نہیں ہوئے تھے بعد فرض ہوجانے کے وہ دونوں بھی ایسے ہی رکن اسلام ہیں اللہ اعلم بالصواب۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ جب وہ یمن کو حاکم بنا کر بھیجے گئے تو عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھکو وصیت کیجئے فرمایا کہ اپنی دینداری کو خالص (اللہ کے واسطے) کر لینا پھر تم کو تھوڑا عمل (بھی) کافی ہوگا۔ اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ تروتازہ کرے اللہ پاک اوس شخص کو جسنے میری گفتگو سنکر (بعینہٖ) یاد رکھی چونکہ بعضے دانائی کی بات یاد رکھنےوالے خود دانا نہیں ہوتے۔ تین امر ایسے ہیں کہ مومن کا دل اون پر کینہ نہیں کرتا عمل کو خاص

خدا کے واسطے کرنا اور مسلمانوں کے ائمہ (اور سلاطین) کی خیرخواہی کرنا اور اہل اسلام کی جماعت سے چپکا رہنا اسواسطے کہ اونکا دعویٰ اونکے تمامی کو محیط ہوتا ہے یعنی اگر بعض مسلمان کسی سے کوئی معاہدہ کرلیں تو تمام کو وہ معاہدہ لازم ہوتا ہے اسکو بزار نے سند حسن سے روایت کیا ہے۔

مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ مجھکو دوسرے اصحاب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ہے پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے ضعفاہی کی برکت سے مدد فرماتا ہے اونکی دعاؤں اور نمازوں اور اخلاص کی وجہ سے اسکو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بخاری وغیرہ میں بھی ہے سوا لفظ اخلاص کے۔

ضحاک ابن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے میں (جنس) شریک سے بہتر ہوں پس جس کسی نے کسی کام میں میرے ساتھ کسی کو شریک کیا وہ میرے شریک ہی کا ہے (میں اسکو قبول نہ کرونگا) اے لوگو اپنے عملونکو خالص اللہ ہی کیواسطے کرو اسلئے کہ اللہ تعالےٰ اعمال میں سے وہ ہی قبول فرماتا ہے جو خالص اوسی کے لئے ہو یہ مت کہو کہ یہ کام اللہ کیواسطے ہے اور رشتہ داری کیواسطے ہے وہ رشتہ داری ہی کیواسطے ہوگا خدا اسکو قبول نفرمائیگا اور یہ مت کہو کہ یہ اللہ کیواسطے اور تمہاری وجاہت کیواسطے ہے پس وہ تمہاری وجاہت ہی کیواسطے ہوگا اور اوسمین اللہ کیواسطے کچھ نہ ہوگا اسکو بزار نے ایسی سند کیساتھ بیان کیا ہے کہ اوسمین کچھ حرج نہیں ہے ف اس حدیث سے عبرت پکڑنی چاہیئے اون لوگونکو جو بہت سے کار خیر نام یا شرم کیوسطے کرتے ہیں اور اکثر اموات کے بعد جو صدقات کرتے ہیں اونمیں یہ بہت پایا جاتا ہے حضرت ابو امامہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فرمایئے۔ ایک شخص نے جہاد کیا (اوس میں) اجر بھی چاہتا ہے اور ذکر خیر بھی اسکے لئے کیا ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو کچھ بھی نہیں پھر اوس شخص نے تین بار اسی سوال کو لوٹایا آپ فرما دیتے تھے اسکو کچھ بھی نہیں پھر ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالےٰ نہیں قبول فرماتا کسی عمل کو بجز اوسکے جو خالص اوسی کے واسطے ہو اور اوس سے (محض) ذات پاک ہی مطلوب ہو۔ اسکو ابو داؤد اور نسائی نے عمدہ اسناد سے بیان کیا ہے۔

ابو درداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو کچھ اوس میں ہے بجز اوس چیز کے جس سے ذات پاک پروردگار طلب کی جائے۔

۱۲

اسکو طبرانی نے خاص سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ قیامت کے دن دنیا حاضر کیجائیگی اور حکم کیا جائے گا۔ اسمین سے چھانٹو جو خدا کے واسطے ہے پس چھانٹ لیجائیگی اور (باقی) دوزخ میں سب ڈالدی جائیگی اسکو بیہقی نے شہر بن حوشب سے موقوف روایت کیا ہے مگر حافظؒ نے فرمایا ہے کہ اس قسم کا عقلی نہیں ہے حکم مرفوع میں ہے۔

فصل

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہین میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اعمال (خدا کے نزدیک معتبر) نیتوں کے ساتھ اور اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ انسان کے لئے وہ ہی ہے جو اس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اوسکے رسول کیطرف ہے تو (خدا کے نزدیک بھی) اسکی ہجرت خدا اور اسکے رسول کی طرف (معتبر) ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا کیطرف ہے تاکہ اسکو حاصل کرے یا کسی عورت کیطرف کہ اوس سے نکاح کرے (خدا کے نزدیک بھی) اسکی ہجرت اسکی طرف ہو گی جسکی طرف اسنے کی ہے اس حدیث کو بخاری مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے۔

۱۴

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ (آخر زمانے میں) ایک لشکر خانہ کعبہ پر جو سہا اللہ تعالےٰ چڑہائی کریگا جب وہ ایک بیابان میں پہنچے گا تو اول سے آخر تک دہسا دئے جائینگے حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سب اول سے آخر تک کیونکر دہسا دئے جائینگے اون میں تو بازاری بھی ہونگے اور ایسے بھی ہونگے جو ان میں (شریک) نہ ہونگے فرمایا کہ دہسا تو سب ہی دئے جائینگے اول سے آخر تک پھر (قیامت کو) اٹھائے جائینگے اپنی نیتوں کے موافق۔ اسکو بخاری مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم غزوہ تبوک سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں واپس آرہے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کہ بعضی تو میں ہمارے پیچھے مدینہ منورہ میں ہین ہم نے کوئی گھاٹی یا میدان ایسا طے نہیں کیا کہ وہ ہمارے ساتھ نہ ہوں اونکو عذر (اور مجبوری

نے (مدینہ منورہ میں ہماری ہمراہی سے) روک رکھا ہے۔ اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے کچھ زیادتی کے ساتھ بتغیر عبارت روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اپنی نیتوں ہی پر (قیامت کو) اٹھائے جائینگے۔ اسکو ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے تمہارے جسموں کی طرف نہیں دیکھتا ہے اور نہ تمہاری صورتوں کی طرف بلکہ وہ تمہارے دلوں کی طرف (دیکھتا ہے) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور ابوکبشہ انماری سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے تین (باتیں) ہیں میں اون پر قسم کھاتا ہوں اور تم کو ایسی بات کہتا ہوں کہ اسکو یاد رکھو فرمایا کسی بندہ کا مال صدقہ سے نہیں گھٹتا اور نہ کسی شخص پر ظلم کیا گیا جسپر اس نے صبر کیا ہو مگر اللہ پاک (ضرور) اسکی عزت بڑھاتا ہے اور جو کوئی بندہ دروازہ سوال کا کھولتا ہے ضرور اللہ پاک اسپر دروازہ فقر کا کھولدیتا ہے۔ یا کوئی کلمہ اسکے قریب فرمایا تھا (یہ کلام راوی کا ہے) اور ایک بات کہتا ہوں یاد رکھنا۔ دنیا صرف چار قسم کے آدمیوں کے واسطے ہے ایک بندہ ہے کہ اللہ پاک نے اسکو مال اور علم دیا ہے وہ اس مال میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور صلہ رحمی (یعنی اقربا کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اسمیں اللہ کا بڑا حق ہے یہ افضل مرتبہ پر ہے اور ایک بندہ ہے کہ اسکو اللہ نے علم عطا فرمایا ہے اور مال نہیں دیا اور نیت سچی رکھتا ہے کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں (یعنی پہلے شخص) جیسا عمل کرتا پس وہ اپنی نیت پر (ثابت قدم) ہے ان دونوں شخصوں کا ثواب برابر ہے (سبحان اللہ نیت نیک کا کیسا اجر ہے) اور ایک بندہ ہے کہ اللہ نے اسکو مال دیا ہے اور علم نہیں دیا بس وہ اپنے مال میں غتربود کرتا ہے بغیر (موقعہ محل) جانے اور اسکے خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ اللہ پاک کا حق پہچانتا ہے یہ شخص نہایت برے مرتبہ پر ہے۔ اور ایک بندہ ہے کہ اسکو اللہ پاک نے نہ مال دیا ہے اور نہ علم وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی فلاں کی طرح کام کرتا بس وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے دونوں کا گناہ برابر ہے (معلوم ہوا کہ نیت کا پاک رکھنا ہر حال میں نہایت ضروری ہے) اسکو امام احمد اور ترمذی نے روایت

کیا ہے سند بھی حسن صحیح فرمائی ہے اور نسائی نے قصہ مال کو کچھ لفظی تغیر کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حدیثیں اپنے رب عزوجل سے روایت فرمائی ہیں اون میں سے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے نیکیاں اور بدیاں لکھی ہیں پھر انکو اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے پس جو شخص کسی نیکی کا قصد کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا اللہ تعالے اس نیت کی اپنے نزدیک ایک نیکی کامل لکھہ لیتا ہے اور اگر ارادہ کیا اور عمل بھی کر لیا۔ تو اللہ تعالے اس ایک نیکی کی اپنے نزدیک دس سے سات سو گونہ تک بلکہ بہت زیادہ گونہ لکھہ لیتا ہے (واللہ اعلم فرق مراتب نیک اور اخلاص کی وجہ سے ہے) اور جس شخص نے کسی بدی کا ارادہ کیا اور اسکو (خدا سے ڈر کر) نہیں کیا اللہ تعالے اپنے پاس اسکی ایک نیکی لکھہ لیتا ہے اور اگر وہ کر ہی بیٹھا تو اللہ پاک اسکی ایک بدی لکھتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے یا اسکو بھی مٹا دیتا ہے اور اللہ کے یہاں کوئی ہلاک نہیں ہوتا مگر جو خود ہی ہلاک ہونے والا ہے اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

15 اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے عزوجل (اپنے فرشتوں کو) فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ کوئی بدی کرنے کا ارادہ کرے تم اسکو اسکے ذمہ مت لکھو جبتک وہ اسکو کر (نہ) چکے اور اگر وہ کر ہی لے تو اسکو اسکے برابر ہی لکھلو اور اگر وہ میرے خوف سے چھوڑ دے تو اوسکی ایک نیکی لکھہ لو اور اگر اوسنے نیکی کا ارادہ کیا اور کیا نہیں اوسکی ایک نیکی اسکے لئے لکھہ لو اور اگر اوس نے اوس نیکی کو کر لیا تو اُسکی دس سے سات سو تک نیکیاں لکھہ لو اسکو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اسکے مثل چند طریق پر روایت کیا ہے تطویل کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اور معن بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ میرے باپ یزید نے ایک دینار اللہ کے واسطے دینے کو نکالا تھا مسجد میں ایک صاحب کو (بانٹنے کے لئے) دیدیا (اتفاقاً) میں مسجد میں آیا اور اسکو لیکر آگیا پدر بزرگوار نے فرمایا تیرا میں نے ارادہ نہیں کیا تھا مین نے اسکا مقدمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے (پدر بزرگوار کو) فرمایا تمہارے واسطے وہ ہی ہے جو تم نے نیت کی اے یزید اور تیرے لئے وہ ہے جو تو نے لیلیا اے معن اسکو بخاری نے روایت کیا ہے ف یہ حکم صدقات نفلیہ

کا ہے کہ باپ بیٹے کو یا بیٹا باپ کو دیدے اور زکوٰۃ اور صدقات واجبہ اپنے اصول و فروع کو نہیں دے سکتے اور یہاں تو حضرت یزید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جانکر دیا ہی نہیں بلکہ وکیل نے انکی عدم علمی میں دیا ہے اور فقہا فرماتے ہیں کہ ناواقفیت مین اگر بیٹے نے باپ کو یا باپ نے بیٹے کو زکوٰۃ دیدی تو ادا ہو جاتی ہے اللہ اعلم بالصواب۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (پہلی امتوں مین سے) ایک شخص نے نذر مانی کہ مین ایک صدقہ کرونگا اوس نے صدقہ نکالا (رات کے وقت) ایک چور کو دیدیا صبح کو لوگ کہنے لگے کہ اس رات میں ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے اوس شخص نے (سُنکر) کہا خدایا تیرا شکر ہے چور پر میں (پھر) ایک صدقہ کرونگا پھر صدقہ نکالا اور ایک رنڈی کے ہاتھ پر رکھدیا صبح لوگ کہنے لگے کہ آج رات کو رنڈی کو صدقہ دیا گیا ہے پھر اس شخص نے کہا اللہ تیرا شکر ہے رنڈی پر پھر میں ایک صدقہ کرونگا پھر اوس نے صدقہ نکالا اور ایک امیر کو دیدیا صبح کو تذکرہ ہونے لگا کہ آج شبکو ایک امیر پر صدقہ کیا گیا کہا اے اللہ تیرا شکر ہے (بطریق تعجب) چور پر اور رنڈی پر اور امیر پر (یعنی اوسکے دل میں یہ افسوس تھا کہ باوجود نیت صادق کے مین نے تین مرتبہ صدقہ کیا ایک دفعہ بھی مستحق کو نہ پہنچا معلوم ہوتا ہے کہ مرتبہ قبولیت پر نہ پہنچا ہوگا خواب مین) اوسکے پاس (خدا کی جانب سے قاصد بہیجا گیا اور کہا گیا کہ (تیرے تینوں صدقے مفید اور مقبول ہوئے) تیرا صدقہ جو چور پر کیا گیا ہے (اوسکی حکمت یہ ہے) کہ شاید وہ چوری سے پرہیز کرے اور رنڈی پر (اس حکمت سے کیا گیا) کہ ممکن ہے وہ اپنی زنا سے اجتناب کرے اور غنی پر اس وجہ سے کہ شاید وہ عبرت پکڑے۔ اور جو کچھ اوسکو خدا نے عطا فرمایا ہے اوس میں سے خرچ کرے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں اور اسکو مسلم اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اوس مین تصریح ہے کہ تیسرا صدقہ قبول ہوا۔

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا کہ جو شخص اپنے بستر پر یہ نیت کرتا ہوا سوتا ہے کہ میں رات مین اٹھکر نماز تہجد ادا کرونگا پھر اوسکی نیند اوس پر غالب آجاتی ہے صبح تک (یعنی بیدار نہیں ہوتا) اوسکے واسطے وہی لکہا جاتا ہے جو اسکی نیت ہوتی ہے اور اسکا سونا اوسپر پروردگار کی جانب سے (باقی آئندہ)

۱۶

سب گناہ بخشدیگا۔ تو سُن لیجئے کہ حق تعالےٰ بیشک غفور رحیم ہے مگر ان لوگوں کیلئے جو پہلے کر چکے ہیں اور اب شرمندہ ہیں اور اونکو اسکا فکر لگا ہوا ہے کہ آئندہ کیلئے تو یہ تدبیر ہوگئی کہ گناہ نہ کرینگے۔ لیکن پچھلے گناہوں کا کیا ہوگا۔ تو اسکے لئے فرماتے ہیں کہ (پچھلے گناہونکو) اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے۔ پس بخشنے کا وعدہ تو پچھلے گناہوں کیلئے ہے آئندہ گناہ کرنے کی اجازت تو کہیں بھی نہیں دی۔ آجکل لوگوں کو یہ بھی خبط ہوگیا ہے کہ اس بھروسہ پر کہ خدا تعالےٰ بخشدینگے آئندہ کیلئے بھی گناہ کرنا نہیں چھوڑتے یہ سراسر غلطی ہے یاد رکھو کہ توبہ کی مثال مرہم کی سی ہے اور گناہ کی مثال آگ کی سی ہے مرہم تو اسلئے ہے کہ اگر کبھی غلطی سے جلجائے تو مرہم لگا دیا جائے اسلئے نہیں ہے کہ مرہم کے بھروسہ پر آگ میں گھسا کریں جس شخص کے پاس نمک سلیمانی یا چورن ہے اسکو یہ کب مناسب ہے کہ جان جان کر بہت سا کھایا کرے چورن تو اسواسطے ہے کہ اگر کبھی غلطی سے بہت کھاجائے تو اوپر سے نمک سلیمانی یا چورن کھا لیا جائے۔ اوس سے ہضم ہوجاویگا اور جو اس بھروسہ پر جان جان کر بہت سا کھانے لگے تو ایک دن جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ اسیطرح جو شخص توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرتا رہیگا کچھ تعجب نہیں کہ ایک دن ایمان کھو بیٹھے غرض کہ توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا بڑی بیوقوفی ہے۔

(۶) اس تمام بیان سے معلوم ہوگیا کہ عمل کے درست کرنے کا طریقہ فقط اتنا ہی ہے کہ اللہ تعالی کا خوف پیدا کرو بس اسی سے تمام عمل درست ہو جاوینگے۔ اگرچہ زبان کی درستی بھی اسمیں آگئی تھی مگر پھر بھی زبان کے درست کرنے کا علیحدہ حکم کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ سوائے زبان کے انسان کے جتنے بھی اعضاء ہیں سب کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ زیادہ چلنے سے پانوں تھک جاتا ہے زیادہ کام کرنے سے ہاتھ تھک جاتا ہے زیادہ دیکھنے سے آنکھ دُکھ جاتی ہے مگر یہ زبان بولنے سے نہیں تھکتی اگر لاکھ برس تک بک بک کرے تو ہرگز نہ تھکے گی یہ بات دوسری ہے کہ زیادہ بولنے سے دل کے اندر بے رونقی سی پیدا ہوکر بولنے سے نفرت ہو جاوے لیکن زبان کو کوئی تھکن نہوگی جب اسکی ایسی حالت ہے کہ بولنے سے تھکتی ہی نہیں تو اسکے گناہ بھی اور اعضا کے گناہوں سے زیادہ ہونگے اسوجہ سے زبان کے درست کرنیکا خاص طور پر حکم کیا اور اسکے درست کرنے کیلئے خبردار کیا۔ دوسری یہ وجہ بھی ہے کہ جیسے دل کے درست ہونے سے تمام عمل اچھے ہوجاتے ہیں اسیطرح زبان کے درست ہونے سے ظاہر کے سب اعضا یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ درست ہوجاتے ہیں جو شخص چپ ہوکر بیٹھ جاوے اوسکے ہاتھ سے نہ کسی پر ظلم

ہوگا۔ نہ وہ کسی پر زیادتی کریگا نہ کسی سے لڑائی ہوگی نہ تکرار ہوگا۔ اسلئے کہ زبان چلانے ہی سے ہاتھ پاؤں تک نوبت پہونچتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ جسوقت آدمی صبح کرتا ہے تو اسکے سب اعضا یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ زبان کو قسم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے زبان ہمارے بارہ میں اللہ سے ڈر کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہین پس اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم سب بھی ٹیڑھے ہوجاوینگے خلاصہ یہ کہ ہمارے ذمہ دو کام ہوئے ایک خدا کا خوف دوسرے زبان کی درستی بس اس سے سب عمل درست ہوجاوینگے اور گناہ سے بچ سکیں گے۔

(۷) اب میں آپ کو خوف کے دل پر جمانے کا طریقہ بھی بتلاتا ہوں اور وہ طریقہ ایک گر ہے۔ اور میرے تمام وعظ کا خلاصہ ہے اور وہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وہ بھی اللہ تعالےٰ ہی نے بیان فرمایا ہے یعنی آدمی کو سوچ لینا چاہیئے کہ کل کے لئے کیا تیار کیا ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ آخرت کی فکر کیا کرو اور ایسا کرو کہ ایک وقت مقرر کرلو مثلاً سوتے وقت روزمرہ بلاناغہ بیٹھکر سوچا کرو کہ قیامت کیا چیز ہے اور مرکر ہم کو کیا پیش آنیوالا ہے مرنے سے لیکر جنت مین پہونچنے تک کیا کیا حال ہونگے۔ سب کو سوچا کرو کہ ایک دن وہ آویگا کہ میرا اس ناپائدار دنیا سے کوچ ہوگا سب سامان مال اسباب باغ نوکر چاکر اولاد بیٹا بیٹی ماں باپ بھائی بہن دوست دشمن سب یہیں رہجاوینگے میں اکیلا بے یار بے مددگار سب کو چھوڑکر قبر کے گڑھے میں جالیٹوں گا اور وہاں دو فرشتے آوینگے اگر میرے عمل اچھے ہونگے تو اچھی صورت میں ورنہ (خدا نہ کرے) ڈراونی صورت میں نہایت خوفناک اور ڈراونی آواز سے آکر سوال کرینگے اور کچھ پوچھیں گے۔ پس اے نفس اسوقت تیرا کوئی مددگار نہوگا تیرے عمل ہی وہاں کام آوینگے۔ اگر سب باتوں کے جواب ٹہیک دیئے گئے تو سبحان اللہ پھر کیا کہنا جنت کی طرف کھڑکی کھلجاوے گی اور اگر (خدانکرے خدانکرے) ٹہیک جواب نہ دیئے گئے تو وہ قبر آگ سے بھر جاویگی اسکے بعد تو قیامت میں قبر سے اٹھایا جاویگا۔ اور نامہ اعمال ہاتھ میں دیئے جاوینگے۔ جنمیں تیرے سب اچھے برے عمل لکھے ہونگے تمام عمر بھر کا حساب دینا پڑیگا۔ پلصراط پر چلنا ہوگا۔ اے نفس تو کس دہوکہ میں ہے ان سب باتوں پر تیرا ایمان ہے اور یقینی جانتا ہے کہ یہ سب کچھ ہوکر رہے گا۔ پھر کیوں غفلت کرتا ہے اور بیخبر بنا جاتا ہے اور کس وجہ سے گناہوں پر دیدہ دلیری کرتا ہے۔ کیا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اے نفس تو ہی اپنی بھلائی کی فکر کر اگر تو اپنی فکر نہ کریگا تو بتا تجھ سے زیادہ

زبان کے تابع تمام اعضاء انسان کے

خوف پیدا کرنے کا نہایت عمدہ طریقہ جو سب وعظ کا خلاصہ ہے

۱۰

تیرا اور کون خیر خواہ ہے اسیطرح گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ روزمرہ سوچا کرے کہ مرنے کے بعد ہم پر کیا کیا حال گذرینگے میں دعوی کرکے کہتا ہوں کہ خدانے چاہا تو دو چار ہی روز میں دیکھ لوگے کہ خوف پیدا ہو گیا۔ اور خوف پیدا ہوتے ہی آپ کو پچھلے گناہوں سے توبہ کرنے کی فکر ہوگی اور آئندہ کیلئے نیک کام کرنے آسان ہو جاوینگے۔

(۸) اس سے آگے اللہ تعالے فرماتے ہین کہ جس شخص نے اللہ رسول کی تابعداری کی وہ بیشک بڑی مراد کو پہونچا۔ یعنی جو شخص خوشی سے تابعداری کریگا اوسکو یہ دولت ملیگی۔ اور خوشی سے کہنا ماننا اللہ رسول کی محبت بغیر ہو نہیں سکتا۔ جب تک خدا اور رسول سے محبت نہ ہو اسوقت تک خوشی سے تابعداری نہیں ہوسکتی۔ خوشی سے جب ہی ہوگی جبکہ اللہ اور رسول کی محبت ہو اور اللہ تعالے کی محبت اسیطرح ہوسکتی ہے کہ انکی نعمتوں اور مہربانیوں کو یاد کرو اسکے لئے بھی ایک وقت مقرر کرلو اور روزمرہ سوچا کرو۔ کہ ہم پر اللہ تعالے کی کسقدر مہربانیاں ہیں دو چار ہی دن کے بعد آپکو معلوم ہوگا کہ خدا تعالی کی مہربانی اور عنایت میں ڈوبے ہوئے ہو سر سے پیر تک عنایت ہی عنایت نظر آویگی۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنیکا یہی طریقہ ہے کہ حضور نے جو ہمارے لئے تکلیفیں اٹھائیں اور اپنی امت پر شفقت اور مہربانی کی اوسکو سوچا کرو جب محبت ہو جاویگی تو تابعداری بھی خوشی سے ہوگی۔ پس ادہر خوف ہوگا اودہر محبت ہوگی دونوں ملکر آپ کے دین اور دنیا دونوں کو درست کردینگے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اب اللہ تعالے سے دعا کرنا چاہیئے کہ ہم کو اسپر عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ فقط

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا ساتوان وعظ مسمی بہ اصلاح کا آسان طریق ختم ہوا۔ اب انشاء اللہ تعالے آٹھوان وعظ رجب کے پرچہ مین آوے گا +

(مدیر)

علم حدیث کے دلدادہ اس سے ناواقف نہیں کہ حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی، ناظم مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور نے اپنے ان قیمتی اوقات کو جو ایک شیخ وقت کے ہوتے ہیں شرح ابوداؤد میں مشغول فرمایا ہے آج طلبا حدیث میں اسکی اسقدر کافی شہرت ہو چکی ہے کہ مزید توضیح کی ضرورت نہیں، مشتاقان حدیث ایک عرصہ سے اسکے انتظار میں سراپا چشم بنے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ کہ اسکی (جلد اول) طیار ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے اس شرح کا نام (بذل المجہود) رکھا گیا ہے۔ بذل المجہود جلد اول میں علاوہ حل حدیث بیان مذاہب تحقیق لغات تنقیح الفاظ اصطلاحیہ کے ایک خاص بات یہ ہے کہ ہر راوی سے خاص طور پر بحث کیگئی اور جو راوی مکرر آتا ہے اس پر اس صفحہ کا ہندسہ ڈالدیا گیا جسمیں اسکا مفصل بیان گزرا ہے۔

الغرض یہ شرح اپنی انوکھی خصوصیات کی بنا پر خود ہی اپنی نظیر ہے، ابوداؤد کی کوئی ایسی جامع شرح آجتک کسی نے نہیں لکھی اس سے چونکہ کوئی نفع کمانا مقصود نہیں اسلئے اسکی ضخامت کے اعتبار سے اسکی قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی یعنی ۱۵ انچ لانبی ۱۰ انچ چوڑی تقطیع پر تقریباً چارسو صفحہ کی ضخامت کے باوجود جو ابواب صفۃ صلوٰۃ تک ہوگئی بشرح ذیل قیمت تجویز ہوئی ہے۔ عمدہ سفید کاغذ عہ بادامی کاغذ عہ سپر سفید عہ چونکہ حضرت مؤلف دام مجدہم نے یہ مدرسہ کو مرحمت فرمادی ہے۔ اسلئے اسکی خریداری میں صرف یہی نہیں کہ قیمتی جواہر چند کوڑیوں میں حاصل ہوں گے، بلکہ مدرسہ کی اعانت کا بڑا اجر حاصل ہوگا، اہل ثروت حضرات اگر خرید کر اپنے مخلص دوستوں کو جو خود نہیں خرید سکتے بطور ہدیہ کے مرحمت فرمائینگے تو وہ بھی دونوں اجروں سے مالامال ہوں گے۔ اس کے زیادہ نسخے طبع نہیں ہوئے۔ اسلئے نہایت عجلت کی ضرورت ہے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جلد ثانی بھی زیر طبع ہے۔ فقط

المشتہر

(مولوی) عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، یوپی

بالاتفاق ملکر کرنا انکے لئے باعث نزول رحمت الٰہی اور ان میں صورت اتفاق و اتحاد کیلئے مفید ہو یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے خدا تعالےٰ نے روزوں کا ایک ہی مہینہ معین و مشخص کیا ہے پس جو شخص اس نظام الٰہی کو بغیر عذر کے توڑتا ہے اسپر بجائے رحمت کے لعنت کا نزول ہوتا ہے۔

یکم شوال کو روزہ رکھنا حرام ہونیکی وجہ

سوال یکم شوال کا روزہ رکھنا حرام اور رمضان کا اخیری روزہ فرض ہونے کا کیا راز ہے باوجودیکہ دونوں یوم یکساں ہیں۔

جواب یہ دونوں یوم مرتبہ و درجہ میں برابر نہیں ہیں اگرچہ طلوع و غروب آفتاب میں یکساں ہیں مگر حکم الٰہی میں یکساں نہیں ہیں کیونکہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے جسکے روزے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں پر فرض کئے ہیں اور یکم شوال لوگونکی عید و سرور کا دن ہے جس میں خدا تعالےٰ نے لوگوں پر کھانا پینا بطور شکر گزاری بندگان خدا مباح کیا ہے اسلئے اس دن سب لوگ خدا تعالےٰ کے مہمان ہوتے ہیں لہذا خدا تعالےٰ کے مہمان کو واجب ہے کہ اسکی دعوت و ضیافت کو قبول کرے یہ امر خدا تعالےٰ کو سخت ناپسند ہے کہ اس دن کوئی شخص روزہ رکھکر خدا تعالےٰ کی دعوت و ضیافت کو رد کرے مہمان کے لوازم و آداب میں سے یہ امر بھی ہے کہ روزہ رکھے تو صاحب خانہ یعنی میزبان کے اذن سے رکھے پس جبکہ یکم شوال کو اہل اسلام خدا تعالےٰ کے خاص مہمان ہوتے ہیں تو پھر اس دن کس کو روزہ رکھنا جائز ہو سکتا ہے یہ امر شریعت اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ہے کہ خدا نے رمضان کا آخری روزہ رکھنا فرض کیا کیونکہ یہ روزہ خدا تعالےٰ کے اتمام نعمت و خاتمۂ عمل کیلئے ہے اور شوال کی یکم کو روزہ رکھنا حرام ہوا کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ اس میں تمام مسلمان اپنے پروردگار کے مہمان ہوتے ہیں یوں تو تمام مخلوق خدا تعالےٰ کی دائمی مہمان ہے۔ مگر یہ دن انکی ایک مخصوص مہمانی و ضیافت کا ہے جسکو رد کرنا گناہ عظیم ہے۔

ماہ رمضان کی راتوں میں تقرر نماز تراویح کی وجہ

(۱) رمضان کی راتوں میں نماز تراویح اسلئے مقرر ہوئی کہ طبعی خواہشوں کی کمال مخالفت

ثابت ہو کیونکہ طبیعت روزہ کی سستی و محنت و مشقت کو دفع کرنے کے لئے استراحت و آرام چاہتی ہے لہذا اس مین ایسی عبادت کا تقرر ہوا کہ جس سے عادت و عبادت میں امتیاز ہو۔

(۲) ماہ رمضان نزول مزید برکات و انوار کیلئے مخصوص ہے لہذا اس مہینہ کی راتو نمیں بھی ایک خاص عبادت کا تقرر ہوا کیونکہ اکثر برکات و انوار الہی کا نزول رات ہی کو ہوتا ہے۔

ماہ رمضان کے عشرۂ اخیر میں مسجد کے اندر معتکف ہونیکی وجہ

لفظ اعتکاف عکف سے نکلا ہے جسکے معنے روکنے اور منع کرنیکے ہیں چونکہ معتکف جبکہ روزہ دار بھی ہو تمام حوائج دنیویہ و اغراض نفسانیہ سے اپنے کو بقصد عبادت الہی مسجد میں روک کرکے اسکے در پر اپنے کو گرا دیتا ہے اسلئے اس فعل کا نام اعتکاف ہوا اور وہ مسنون بھی ہے چنانچہ بروایت ابی بن کعبؓ ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے عشرۂ اخیر میں اعتکاف میں بیٹھا کرتے تھے۔ پس روزہ عاشقانہ رنگ میں ایک تصویری زبان کی دعا و الحاح ہے اور اعتکاف عاشق کا دروازہ معشوق پر اپنے آپ کو بحالت تضرع و زاری پیش کرنا ہے گویا معتکف اپنے آپ کو درگاہ الہی میں ایسا مقید کرتا ہے جیسا کہ ایک الحاح کنندہ سائل کسی کے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور اپنی حاجت و مراد حاصل ہوئے بغیر نہیں ہٹتا یا یہ کہ عاشق زار کی طرح اپنے معشوق کے دروازے پر بھوکا پیاسا بنکر اور دنیا کی تمام حوائج و اغراض سے فارغ و لاابالی ہو کر محض جلوہ محبوب و معشوق کیلئے اسکے دروازہ پر معتکف ہو جاتا ہے اور جبتک اسکا معشوق اسکو اپنا منہ نہ دکھائے اسکے در سے نہیں ہٹتا اور اسکے شوق میں ساری لذات کو چھوڑ کر اسکے در پر آ کر سر رکھدیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اعتکاف خانۂ خدا یعنی مسجد کے بغیر کہیں جائز نہیں کیونکہ عاشق طالب دیدار کو اپنے معشوق کے دروازہ ہی پر گرنا چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ بحالت اعتکاف معتکف کو رات میں بھی اپنی عورت سے مباشرت کرنی جائز نہیں کیونکہ صادق عاشق کو ان باتوں کا کہاں خیال رہتا ہے اور یہ جو ماہ رمضان کے عشرہ آخری مین لیلۃ القدر کا ظہور روایات مین مذکور ہے وہ

عہ یعنی اصل میں۔ اور یوں بوجہ تعذر عورت کو گھر میں بھی جائز ہے بشرطیکہ کوئی جگہ معین کرے۔ سو اس میں تعیین سے وہ بھی بحکم مسجد ہوگی ۱۲۔ اشرف علی۔

ایسی ہی تجلی ہے جسکا اصلی ظہور ایسے ہی عاشق پر ہوتا ہے۔

بھولکر کھانے پینے اور جماع کرنیوالے کا روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ

سوال جبکہ صوم کے معنے ترک کرنے اور روکنے کے ہین تو جو شخص بھولکر کوئی چیز کھا پی لے اس نے حد صوم اور صفت ترک کو توڑ دیا پس اسکا روزہ کیونکر باقی رہ سکتا ہے۔

جواب اگر روزہ دار بھولکر کسی چیز ناقض صوم کا استعمال کرے تو بھی امساک و ترک شرعی اسکے حق مین موجود ہے کیونکہ شارع نے اسکے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے چنانچہ فرمایا۔ ان اللہ اطعمہ وسقاہ ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ نے اسکو کہلایا اور پلایا پس اسمین بندہ کا فعل حکماً معدوم ہوتا ہے اگرچہ حساً وہ کھانے والا ہوتا ہے اور امساک جسکے معنے صوم یعنی روزہ کے ہیں وہ حکمی طور پر اسیطرح موجود ہے۔

سال مین چھتیس روزے رکھنے سے صائم الدہر بننے کی حکمت

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من صام صیام رمضان ثم اتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدھر ترجمہ یعنی جو شخص رمضان کے روزہ رکھکر اسکے بعد شوال کے چھ روزہ اور رکھہ لیا کرے تو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے اور ان روزون کی مشروعیت مین یہ بھید ہے کہ یہ روزے ایسے ہین جیسے نماز پنجگانہ کیساتھ سنتیں مقرر کیگئی ہین جنکی وجہ سے ان لوگون کے فائدہ کی تکمیل ہو جاتی ہے جو اصل نماز سے پورا فائدہ حاصل نہیں کرتے اور ان روزون کی فضیلت میں یہ بات ہے کہ انکی وجہ سے آدمی کو ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ مقرر ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ملتا ہے اور ان چھ روزون سے یہ حساب پورا ہو سکتا ہے یعنی ۳۰+۶=۳۶۔ اور ۳۶ کو دس کے ساتھ ضرب دینے سے تین سو ساٹھ حاصل ضرب ہوتے ہین جو ایک سال کے دن ہوتے ہیں۔

ماہ رمضان مین دوزخ کے دروازہ بند ہونے اور بہشت کے دروازے کھلنے کیوجہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں اذا جاء شہر

رمضان فتحت ابواب الجنتہ وغلقت ابواب النار وصفدت الشیاطین ترجمہ یعنی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے کہلتے اور اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہین اور شیطان جکڑے جاتے ہین۔

یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا مین عام شرور اور بدیان جو انسانون سے سرزد ہوتی ہیں وہ انکی سیری و قوت جسمی کی وجہ سے ہوتی ہین سو جب روزہ کے سبب قوت جسمی میں فتور آجاتا ہے۔ تو گناہون میں بھی کمی ہوجاتی ہے پس جب انسان محض خدا تعالے کے لئے بھوکے اور پیاسے ہوتے اور گناہوں کو ترک کرتے ہین تو انکے لئے رحمت الہی جوش میں آتی ہے اور بہشت کے دروازے انکے لئے کھل جاتے ہین اور دوزخ کے دروازون کا بند ہونا بھی ظاہر ہے۔ کہ جب گناہوں کا دروازہ ہی بند ہوگیا جسکے باعث سے غضب الہی کی آگ بھڑکتی ہے تو بیشک دوزخ کے دروازے بھی بند ہوجائینگے۔

اور شیاطین کا جکڑا جانا بھی ظاہر ہے کہ جب بنی آدم کے رگ وریشہ و جسم مین توانائی اور شکم مین سیری ہوتی ہے تو گناہونکی طرف بھی رغبت ہوتی ہے اور اندر سے ٹھوں اور ریشوں سے شیطانی تحریکات شروع ہوجاتی ہیں۔ مگر جب سارے جسم مین بھوک اور پیاس کا اثر ہوا اور حکم الہی شہوانی قوی کو روزہ کی خاطر دبا دیا جاوے تو اسمین کچھ شک نہیں کہ اس طرح سے شیطان جکڑے جاتے ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم ترجمہ یعنی شیطان بنی آدم کے رگ وریشہ مین خون کی طرح جاری اور روان رہتا ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کا مقام بنی آدم کے رگ وریشہ میں ہوتا ہے پس جب رگ وریشہ کی قوتون میں فتور آجائے اور شیطانی تحریکات کا صوم کے سبب ظہور نہو تو بعض کے قول پر یہی شیطان کا جکڑا جانا ہے اور ظاہر حدیث سے ظاہری جکڑا جانا معلوم ہوتا ہے۔ دنیا میں جب کسی معزز کی آمد ہوتی ہے۔ مفسدوں کو خاص طور پر نظر بند کردیا جاتا ہے۔ پس رمضان مین خاص برکات و تجلیات کی آمد سے بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور پھر بھی جو گناہ ہوتے ہین وہ نفس کے سبب ہوتے ہیں نہ کہ شیاطین کے سبب۔

قطب جنوبی وشمالی مین روزہ ماہ رمضان مقرر نہ ہونیکی وجہ

سوال قطبین پر چھ چھ مہینے کے دن رات ہوتے ہیں اور اسکی وجہ بیان ذیل سے اسی سوال مین واضح ہوگی۔

جب آفتاب خط استوا پر ہوتا ہے تو اسکی روشنی دونوں قطبوں پر پہنچتی ہے لیکن جسقدر سورج خط استوا سے شمال کی طرف آتا ہے اسیقدر اسکی روشنی قطب شمالی کے آگے بڑہتی اور قطب جنوبی سے ورے ہٹتی آتی ہے اور اسی واسطے قطب شمالی پر دن اور قطب جنوبی پر رات ہوتی جاتی ہے مگر سورج خط استوا سے تین مہینوں مین تو شمال کیطرف آکر خط سرطان پر پہنچتا ہے اور پھر تین ہی مہینہ مین خط سرطان سے خط استوا پر آتا ہے پس ان چھ مہینوں مین قطب شمالی آفتاب کی روشنی سے منور اور قطب جنوبی اس سے غائب ہوتا ہے اور ایسا ہی باقی چھ مہینے جب آفتاب نصف کرہ جنوبی مین ہوتا ہے قطب جنوبی تو آفتاب کی روشنی سے منور اور قطب شمالی تاریکی مین ہوتا ہے اور اسی واسطے ان دنوں قطب جنوبی پر دن اور قطب شمالی پر رات ہوتی ہے یعنی ۲۱ مارچ سے ۲۲ ستمبر تک آفتاب کے نصف کرہ شمالی مین رہنے کے سبب قطب شمالی پر دن اور قطب جنوبی پر رات ہوتی ہے پس جہان رات چھ ماہ کی اور دن بھی چھ ماہ کا ہو۔ وہان روزہ رکہنے کا کیا انتظام ہوگا کسی انسان کی اتنی طاقت ووسعت نہیں کہ اتنے بڑے دن یعنی چھ ماہ کا روزہ رکہہ سکے اور چھ ماہ تک غروب آفتاب کا انتظار کرے اور بہوکا پیاسا رہے۔ مثلاً گرین لینڈ مین جو جاوے وہان اسکے روزہ کا کیا انتظام ہو۔

جواب قطبین اور گرین لینڈ وغیرہ پر روزہ رکہنے کے مسئلہ کو قرآن کریم نے بہلا نہیں دیا۔ بلکہ واضح کرکے بتادیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ترجمہ یعنی جو شخص ماہ رمضان کو پاوے وہ اس میں روزہ رکہے پس جہان رمضان کی نوبت ہی نہیں آتی اور جہان رمضان موجود ہی نہیں ہے وہان روزہ بھی نہیں ایسے مقامات پر یہی حال نماز کا ہے کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتے ہیں

ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا تو جہان یہ اوقات نہیں وہان عبادت موقتہ بھی نہیں جسطرح چور کا ہاتھ کاٹنا قرآنی حکم اور اسلام کا عمل درآمد تہا اور ہاتھ کٹے چور مسلمان بھی ہوجاتے اور

ہوتے تھے اور نمازیں بھی پڑہتے تھے اور قرآن کریم مین وضوء اور تیمم کے وقت دونوں ہاتھوں کا
دہونا یا مسح کرنا بھی ضروری تھا مگر جہاں ہاتھ ہی نہیں اونکا دہونا کیسا اسیطرح جہان رمضان ہی نہیں
وہان رمضان کے روزہ چہ معنی دارد۔ یہ قول بعض علماء کا ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مقصود
بالذات خود نماز اور روزہ ہے - اور اوقات کی تعیین وہاں ہے جہان اوقات ہوں اور جہاں
اوقات نہ ہون وہان وہ عبادات مقصودہ ساقط نہیں ہونگی - وقت کا اندازہ کر کے نماز بھی پڑہی
جاویگی اور روزہ بھی رکہا جاویگا اور احتیاط اسی قول میں ہے اور اگر کسی کے نزدیک آیت موصوفہ
اس حکم پر دلالت کرنے کے لئے کافی نہو اور اس وجہ سے اس حکم کو غیر مذکور فی القرآن کہا جاوے
تو اس صورت میں اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بالعموم قطبین پر بنی آدم کے علاوہ دوسرے
حیوانات کی آبادی بھی بوجہ انجماد برف و آب و برودت قریبا ناممکن نظر آتی ہے اسلئے جہان
خدا نے بنی آدم کی آبادی ہی نہیں رکھی وہان روزہ کا تعین بھی نہیں ہوا خوب سوچو کہ بادشاہی
احکام کا نفاذ و اجراء وہاں ہی ہوتا ہے جہان اسکی رعیت ہو اور جہان اسکی رعیت ہی نہ ہو وہان
احکام کا اجرا ہی نہیں ہوتا اور پہلے جواب کی شرح یہ ہے کہ ماہ رمضان جو کہ روزون کا مہینہ ہے ۱۴
قمری ہے چنانچہ خدا تعالےٰ نے بعد ایجاب صوم اسکا وقت بتلانے کے لئے فرماتے ہین شہر رمضان
الذی انزل فیہ القرآن یعنی رمضان کا مہینہ وہ ہے جسمین قرآن کریم نازل ہوا اور ظاہر ہے کہ
رمضان قمری مہینہ ہے اور ہر قمری مہینہ ۲۹ دن بارہ گہنٹہ ۴۴ منٹ کا ہوتا ہے پس جہان یہ قمری
مہینہ نہیں ہے وہان روزے بھی نہیں ہیں اذا فات الشرط فات المشروط اور علماء کا اختلاف
اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

وجہ تقرر صدقہ فطر

(۱) عید الفطر مین صدقہ اسواسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اول تو اسکے سبب عید الفطر کے شعار
الہی مین سے ہونے کی تکمیل ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اس میں روزہ داروں کے لئے طہارت اور انکے
روزہ کی تکمیل ہے جسطرح کہ نماز میں فرائض کی تکمیل کیلئے سنتیں مقرر کی گئی ہیں۔ ایسا ہی یہ صدقہ
مقرر ہوا۔

(۲) اغنیا، اور دولتمندون اور ذی وسعت لوگون کے گھرون مین تو اس روز عید ہوتی ہے۔ مگر مسکین و مفلسون کے گھرون مین بوجہ ناداری کے اسطرح سے شکل صوم موجود ہوتی ہے لہذا خدا تعالٰے نے ذی وسعت لوگون پر بوجہ شفقت علے خلق اللہ لازم ٹھہرایا کہ مساکین کو عید سے پیشتر صدقہ دیدین تاکہ وہ بھی عید کرین یہانتک کہ نماز عید پڑہنے سے پیشیر ہی انکو صدقہ دینا لازم ٹھہرایا اور اگر مساکین کثرت سے ہون تو یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرنے کا ایا ہوا تاکہ مساکین کو یقین ہو جاوے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجاویگی۔

ہر ذی وسعت مسلمان پر صدقہ فطر ایک صاع جو یا چھوارے یا نصف صاع گندم مقرر ہونے کی وجہ

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے صدقہ فطر ہر غلام اور آزاد مرد اور عورت چھوٹے اور بڑے پر ایک صاع چھوارے یا جو یعنی انگریزی ملبری سیر سے ساڑھے تین سیر پختہ گندم جس ظرف مین آجاوین کہ وہ ظرف ایک صاع کا ہوتا ہے اس ظرف کو بھر کر چھوارے یا جو اسلئے مقرر فرمائے ہین کہ غالبًا یہ مقدار ایک چھوٹے کنبے کو ایک روز کے لئے کافی ہوتی ہے اس سے فقیر و مسکین کی حاجت پورے طور سے رفع ہو جاتی ہے اور غالبًا کوئی شخص ایک صاع دینے سے ضرر بھی نہیں پاتا اور جو کے ایک صاع کی جگہ گندم کا نصف صاع مقرر کیا گیا ہے کیونکہ اسوقت مین بہ نسبت جو کے گیہون کی گرانی تھی اسلئے امرا اسکو کھا سکتے تھے اور مساکین گیہون نہ کھاتے تھے۔

باب العیدین

تقرر عید الفطر کا راز

(۱) ہر قوم مین کوئی نہ کوئی دن ایسا ضرور ہوتا ہے جس مین عام طور سے خوشی منائی جاتی ہے بہت عمدہ لباس پہنا جاتا ہے اور عمدہ کھانے کھائے جاتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے

لکل قوم عید وھذا عیدنا یعنی ہر قوم کی ایک عید ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

(۲) یہ وہ دن ہے کہ جب لوگ اپنے روزون سے فارغ ہو چکتے ہین اور ایک طرح کی زکوۃ ادا کر چکتے ہین تو اس دن انکے لئے دو قسم کی خوشیان جمع ہو جاتی ہیں طبعی اور عقلی۔ طبعی خوشی تو انکو اسلئے حاصل ہوتی ہے کہ روزہ کی عبادت شاقہ سے فارغ ہو جاتے ہین اور محتاجون کو صدقہ ملجاتا ہے اور عقلی خوشی یہ ہے کہ خدا تعالے نے عبادت مفروضہ کے ادا کرنے کی انکو توفیق عطا فرمائی اور انکے اہل وعیال کو اس سال تک باقی رکھنے کا ان پر انعام کیا اس لئے ان خوشیون کے اظہار کا حکم ہوا۔

تقرر عیدین کی وجہ

ہر قوم مین کچھ دستور اور رسمیں اور عادتین ہوتی ہین منجملہ انکے میلے بھی ہین جنکا تمام متمدن اور غیر متمدن قومون مین رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس و ملاقات مین خاص اور نمایان تبدیلی ہوتی ہے اور یہ فطرتی چیز تھی مگر اسمین بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہو گیا۔ بہت میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہوتے ہین چنانچہ ہندوستان مین تجارت کے ایسے بہت سے میلے ہوتے ہین یہانتک کہ ہر ہفتہ کسی نہ کسی گاؤن مین میلا ہوتا ہے۔

بعض میلون مین جانورون کو جمع کرتے ہین جسے منڈی کہتے ہین غرضکہ ان میلوں کی تہ مین عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہین بعض تو اپنے گذارے کیلئے میلا لگاتے ہین بعض خاص چندی اور نذر و نیاز کیلئے اور بعض محض اپنی عظمت اور شان کے اظہار کیلئے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جہان بڑے بڑے احسانات ہین ان مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے ان میلوں کی اصلاح کردی ہے چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اسلئے انکو اصل سے ضائع نہیں کیا صرف اصلاح کردی اور وہ یون ہے کہ آپ نے جہان اور قسم کے رسم و رواج کو اللہ تعالے کی تعظیم و مشفقت علے خلق اللہ کے تحت مین لے لیا وہاں ان میلون مین بھی یہی بات پیدا کردی چنانچہ عید مین آپنے اول تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا تعالے کی تعظیم کے اظہار کے لئے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں ہے صفات مین اکبر سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں ہے اور جامع جمیع صفات کاملہ

ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑھکر اس مفہوم جامعیت کو کوئی لفظ ظاہر نہیں کر سکتا یہ تو تعظیم لامراللہ ہے اور مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے رمضان کی عید مین صدقہ فطر کو لازم ٹھہرایا یہانتک کہ نماز مین اوسوقت جاوے کہ اول اسکو ادا کرے اصل سنت یہی ہے اور پھر بعض مواقع میں یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تاکہ مساکین کو یقین ہوجاوے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجاویگی اور عید قربان میں مساکین وغیرہم کے لئے سبیل الطعام لحم یعنی گوشت کی مہمانی مقرر فرمائی یہ چیزیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے لئے کی تھین کہ اللہ تعالے کے جو فرائض انسان پر ہیں اور جو فرائض مخلوق کے ہیں انکو پورا کریں دنیا کے کسی میلہ کو دیکھہ لو کہ نہین ان حقوق کی حفاظت اور یہ حکمت کی باتیں نہیں پائی جاتی ہین جو عیدین مین ہیں۔

تقرر عید قربان کی وجہ

عبادات کے اوقات مقرر ہونے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس وقت میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے جو طاعت وعبادت الہی کی ہو اور خدا تعالے نے اسکو قبول کرلیا ہو اوسوقت کے آنے سے انکی جان نثاری یاد آکر اس عبادت کی طرف رغبت ہو پس یہ عید الضحٰی کا دن وہ دن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو بحکم پروردگار خدا تعالے کے حضور مین ذبح کرکے پیش کرنے کا ارادہ فرمایا تھا اور خدا تعالے نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی جان کے بدلہ مین ایک ذبیحہ عظیمہ عنایت کیا اسلئے اس عید میں قربانی اس مصلحت سے مقرر کی گئی کہ اسمیں ملت ابراہیمی کے ائمہ کے حالات اور انکے جان ومال کو خدا تعالے کی فرمانبرداری میں خرچ کرنے اور انکی غایت درجہ صبر کرنے کی یاددہانی کرکے لوگونکو عبرت دلائی گئی ہے اور نیز حاجیوں کے ساتھ تشبیہ اور انکی عظمت ہے اور جس کام میں وہ حجاج مصروف ہیں اوسکی طرف دوسرے لوگون کو ترغیب ہے۔

عیدین مین نماز اور خطبہ مقرر ہونے کی وجہ

عیدین میں خطبہ اور نماز اسلئے مقرر ہے کہ مسلمانوں کا کوئی اجتماع ذکر الہی اور شعائر دین

کی تعظیم اور جلال الٰہی کے استحضار سے خالی نہ ہو تفصیل اس اجمال کی یون ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک دن مخصوص ہوتا ہے کہ اسمین اپنے تجمل کا اظہار کرتے ہیں اور خوب زیب و زینت کے ساتھ اپنے شہروں سے باہر نکلتے ہیں یہ ایسی رسم ہے کہ اس سے کوئی قوم عرب و عجم مین خالی نہیں ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو انکے بھی دو دن ایسے مقرر تھے کہ وہ انمین لہو و لعب یعنی کھیل کود کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے بجائے ان دونوں کے اور دو بہتر دن دیدیئے ہیں اور وہ یوم اضحیٰ اور یوم فطر ہیں اور انکے تبدیل کرنے کی یہ ضرورت ہوئی کہ لوگوں مین جو دن خوشی کا ہوتا ہے مقصود اس سے کسی نہ کسی دین کے شعائر کا اظہار یا کسی مذہب کے اکابر کی موافقت یا اس قسم کی بات ہوتی ہے۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خیال ہوا کہ اگر ان کو آپ نے اسی حالت پر چھوڑ دیا تو ایسا نہ ہو کہ انمیں جاہلیت کی کسی رسم کی تعظیم یا جاہلیت کے اسلاف کے کسی طریقہ کی ترویج انکو مقصود ہو اسلئے آپ نے بجائے ان دونوں کے ایام عیدین کو مقرر فرمایا کہ ان میں ملت ابراہیم حنیف کے شعائر کی عظمت ہے اور آپ نے اس دن کے تجمل کے ساتھ ذکر خدا اور دیگر عبادات کو بھی ملا دیا کہ مسلمانوں کا کوئی اجتماع صرف لہو و لعب نہ ہو بلکہ انکے اکٹھے ہونے سے اعلاء کلمۃ اسلام ہو لہذا تکبیر کہنا بھی مسنون کیا گیا چنانچہ حق تعالےٰ فرماتے ہیں و لتکبروا اللہ علےٰ ما ھداکم یعنی خدا تعالےٰ نے جو تم کو ہدایت فرمائی ہے اسپر اسکی بڑائی کو بیان کرو۔

عیدین کے دنون مین عمدہ غذا کھانے اور نفیس لباس پہننے کی وجہ

جبکہ عید کا دن خدا تعالےٰ کی طرف سے بندوں کے لئے خاص ضیافت و مہمانی کا دن ہو تو اسمین ضرور ہوا کہ خدا تعالےٰ کی یہ خاص ضیافت جو کہ اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر کی ہے وہ عمدہ اور نفیس طعام سے ہو اور اسکی قدر کیجائے لہذا خداداد نعمائے الٰہی سے خدا تعالےٰ کی طرف سے عمدہ کھانے پکائے جائیں اور اکل و شرب و لباس میں حد جائز تک وسعت کیجاوے کیونکہ اسی میں خدا تعالےٰ کی ضیافت و دعوت کی تعظیم و تکریم پائی جاتی ہے اور چونکہ یہ ضیافت الٰہی کا دن ہی۔ اسلئے مومن کو چاہیئے کہ کھانے میں توسیع کرے اور غربا کی خبر گیری کرے۔

عیدین کی نمازوں مین زیادہ تکبیرات کہنے کی وجہ

تکبیر الہیٰ مین خدا تعالےٰ کی عظمت اور جلال اور اپنا انکسار و ترک ماسوا مد نظر ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ لوگ عیدین کے دنوں مین بکثرت اپنے شان و شکوہ اور تجمل کا اظہار کرتے ہیں اس لئے اسکے مقابلہ میں مشروع ہوا کہ خدا تعالےٰ کی کبریائی بیان کرو اور اسکو مد نظر رکھو کیونکہ اسی نے تم کو اس دن شان و شکوہ کی اجازت دی ہے۔ پس یہ بڑائی و کبریائی اسی کا استحقاق ہے اور ہر تکبیر میں کانوں پر ہاتھ لیجانا ترک کبر ہے و ترک ماسوا کی طرف اشارہ ہے اور اپنی بڑائی اور عظمت سے تائب ہونے کی تعلیم ہے۔

نیز جہاں کہیں جائز فعل کی کثرت کا اظہار ہوا اسکو بحد اعتدال لانے کے لئے اسکے اضداد مقرر ہیں پس عیدین میں کہ جس میں تنعم و تجمل کی کثرت ہے کثرت تکبیرات کا راز کثرت توجہ الی اللہ و ترک التفات ماسوا ہے۔

۱۹

باب الاضحیٰ

تقرر قربانی کی وجہ

قربانی اصل میں قربان سے ہے چنانچہ صراح مین لکھا ہے قربان بالضم دہو ما یتقرب بہ الی اللہ تعالےٰ یقال قربت للہ قربانا یعنی قربان اوس چیز کو کہتے ہیں جسکے ساتھ انسان خدا تعالےٰ کا قرب ڈھونڈتا ہے چنانچہ کہتے ہیں قربت للہ قربانا۔

چونکہ انسان قربانی سے قرب الہیٰ کا طالب ہوتا ہے اس لئے اس فعل کا نام بھی قربانی ہوا۔

(۱) دراصل قربانی کیا ہے ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم سب پڑھ سکتے ہیں وہ تعلیم یہ ہے کہ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں وہ تو دہو یطعم ولا یطعم ہے ایسا پاک اور عظیم الشان نہ تو کھانوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے کا بلکہ وہ تمہیں سکہانا

چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور مین اسیطرح قربان ہو جاؤ اور یہ بھی تمہارا ہی قربان ہونا ہے
کہ اپنے بدلہ اپنا قیمتی پیارا جانور قربان کر دو۔

(۲) جو لوگ قربانی کو خلاف عقل کہتے ہیں وہ سُن لین کہ کل دنیا مین قربانی کا رواج ہی
اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنی چیز اعلےٰ کے بدلہ میں قربان کیجاتی
ہے یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے ہم بچے تھے تو یہ بات
سُنی تھی کہ کسیکو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجائے تاکہ کل جسم زہریلے اثر سے
محفوظ رہے گویا انگلی تمام جسم کے لئے قربان کی گئی ہے۔

(۳) اسیطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجائے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو
اسی کی خوشی کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے
سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

(۴) اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے
جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر گائے اور اونٹ بھی عزیز مہان کے لئے قربان کر دئے جاتے ہیں۔ ۲۰

(۵) طب میں دیکھا گیا ہے کہ وہ قومیں جو اسکو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی
اپنے زخموں کے سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتے ہیں اس سے اوپر چلو تو
ہم دیکھتے ہیں کہ ادنی لوگو نکو اعلےٰ کے لئے قربان کیا جاتا ہے مثلاً بھنگی ہیں گو تمام قوموں کی عید ہی
کا دن ہو مگر ان بیچاروں کے سپرد وہی کام ہوتا ہے بلکہ ایسے ایام میں انکو زیادہ تاکید ہوتی ہی
کہ لوگوں کی آسایش و آرام کی خاطر کوئی گندگی کسی گذرگاہ میں نہ رہنے دیں گویا ادنی کی خوشی
اعلی کی خوشی پر قربان ہوئی۔

(۶) بعض ہندو گئو رکھشا بڑے زور سے کرتے ہین لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں
پیتے کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے مگر یہاں کے ہندو دہو کا و بکرا اوسکا دودھ لیتے ہیں اور پھر
اوس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں یہانتک کہ اپنے کاموں کے لئے انہیں مار مار کر
درست کرتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

(۷) ادنی سپاہی اپنے افسر کے لئے اور وہ افسر اپنے اعلےٰ افسر کے لئے (باقی آیندہ)

پہلوان در لاف گرم و ذوقناک — چون شنید این قصہ گشت از غم ہلاک

منفعل شد در میان انجمن — سر فرو برد و خمش شد از سخن

خندہ آمد حاضران را از شگفت — رحمہا شان باز جنبیدن گرفت

دعوتش کردند و سیرش داشتند — تخم رحمت در زمینش کاشتند

او چو ذوق راستی دید از کرام — بے تکبر راستی را شد غلام

راستی را پیشۂ خود کن مدام — تا شوی در ہر دو عالم نیکنام ۹

ایسے دغابازون کی حالت بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص کو دنبہ کی کھال مل گئی تھی وہ ہر صبح اسکی چکنائی سے اپنی موچھونکو تر کرتا اور دولتمندونکی مجلس مین جاکر کہتا کہ مین نے ایک محفل مین خوب مرغن کھانا کھایا ہے اور خوشی خوشی موچھون پر ہاتھ رکھتا یہ کنایہ ہوتا تھا اس امر کا کہ تم میری موچھین دیکھہ لو کہ میرے بیان کی شاہد ہین اور یہ چکنائی میرے مرغن و شیرین غذا کھانے کی علامت ہے۔ ظاہری حالت تو یہ اور اندرونی حالت یہ کہ پیٹ اوسکو کوستا تھا اور کہتا تھا کہ خدا ایسے کافرونکے مکر کو تباہ کرے ارے تیری شیخی نے ہمیں تو انگارونپر لٹا رکھا ہے خدا کرے یہ تیری چکنائی آلود موچھین اُکھڑ جائیں ارے ننگے اگر تیری یہ بیہودہ شیخی نہ ہوتی تو کوئی اللہ کا سخی ہم پر رحم کرتا اور اگر تو اپنا عیب فقر ظاہر کرتا اور یہ ظلم نہ کرتا تو کسی مہربان کے یہان تو مہمان ہوتا اور اگر تو سچ سچ اپنی حالت کہدیتا اور ٹیڑہی چال نہ چلتا تو کوئی طبیب ہمارا علاج کرتا واقعی پیٹ کا بیان بالکل سچ ہے چنانچہ حق سبحانہ فرماتے ہین کہ کان اور دم بے قاعدہ مت ہلا یعنی اصلی

حالت ظاہر کر کہ سچ سچ کہنا ہی کو نفع پہونچتا ہے لہذا آدمی کو چاہیئے کہ غار کے اندر نہ چھپا نہ ہوئے
یعنی نہ اپنی حالت کو چھپائے اور نہ کج بیانی اختیار کرے بلکہ اصلی حالت کو ٹھیک ٹھیک ظاہر کر دے
اور اگر اپنا عیب بھی نہ بیان کرے تو اتنا ہی کرے کہ خاموش رہے نمائش اور فریب سے اپنے کو
ہلاک نہ کرنا چاہیئے جسطرح یہ شخص کر رہا تھا اور اپنی چکنی موچھوں پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ
بلی دنبہ کو اٹھائے گئی یعنی اپنی ظاہری حالت کی درستی پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے کیونکہ عنقریب اوسکی
حقیقت کھلنے والی ہے اور دہوکہ ظاہر ہو کر ندامت لاحق ہونیوالی ہے خواہ مخواہ کی شیخی تو
بُری بات ہے ہی لیکن اگر کسی کو کچھ دولت باطنی بھی ملجاوے تب بھی خاموش رہنا چاہیئے اسلئے
کہ اظہار دعوے ہے اور اس دعوے کی تصویب اور تغلیط کیلئے امتحان کی کسوٹیاں یعنے
اہل اللہ موجود ہین اور امتحان بڑی سخت چیز ہے حق سُبحانہ محفوظ رکھین اور خود ان کسوٹیوں
کیلئے بھی انکے احوال مین بہت سے امتحانات ہیں اونکو بھی اپنی کسوٹی ہونے پر مغرور نہ ہونا
چاہیئے حق سُبحانہ فرماتے ہین کہ ہر سال لوگونکی ایک یا دو مرتبہ جانچ کیجاتی ہے پس معلوم ہوا
کہ راہ مین اہل امتحان کا بھی امتحان ہوتا ہے لہذا تم کو معمولی امتحان کے معاوضہ مین بھی اپنے ۱۰
کو نہ خریدنا چاہیئے یعنی معمولی امتحان کیلئے بھی آمادہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ حق سُبحانہ سے دعا کرنی
چاہیئے کہ وہ ہم کو امتحان کے شکنجہ مین نہ کھینچے امتحانات قضا نہایت سخت ہوتے ہین لہذا تم کو
ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے اور کبھی ایسی بات پر زبان نہ ہلانی چاہیئے جس سے دعوی ظاہر ہو
دیکھو بلعم باعور اور ابلیس آخری امتحان مین ذلیل ہو گئے اور وجہ یہ ہوئی کہ حق سبحانہ کے ارادہ
مخفیہ سے بیخوف ہو گئے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ بہت سے امتحانات ہو چکے ہین اور ہم اونمیں
پاس ہو چکے ہین اب کیا پروا ہے اسکا انجام یہ ہوا کہ بالآخر رسوا ہوئے تو تے اونکی حالت سُنی
ہی ہو گی ہم کو تفصیلاً بیان کرنے کی ضرورت نہین خیر تو اسکا پیٹ کہتا تھا کہ اے اللہ جسکو یہ چھپا رہا
ہے تو اوسکو ظاہر کر دے اور اے اللہ تو اسے ذلیل کر اس نے ہمیں پھونک دیا دیکھو وہ محض دعوے
سے دولتمندی کی طرف مائل ہوتا تھا لیکن خود اوسکا پیٹ ہی اوسکی موچھونکو ملامت کرتا تھا اسکی شیخی
بخشنشونکو رد کر رہی تھی اور رحمت کی شاخ کو جڑ سے اوکھیڑ رہی تھی لیکن اوسکے جسم ہی کے اجزاء
اوسکے دشمن ہو رہے تھے کیونکہ وہ بہار کی شیخی بگھار رہا تھا اور سرسبزی و شادابی کا دعوی کر رہا تھا

اور اسکے اجزا، خزان اور خشکی اور انتقاص کی حالت مین تھے ارے احمق کیا غضب کر رہا ہے۔ کہ خواہ مخواہ شیخی بگھار رہا ہے اور مصیبت مین گرفتار ہے تجھکو چاہیئے کہ یا تو سچی سچی حالت بیان کردے اور اگر یہ ہو تو خاموش ہی رہ پھر دیکھنا کہ لوگ تجھپر کیسی رحمت کرتے ہین تو اصلی حال کہدے اور خوب مزہ سے کہا کیوں ہو کام رتا ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تہا اب سنو غرض کہ اوسکا پیٹ ہی اوسکی موچھونکا دشمن ہو رہا تھا اور اندر ہی اندر دعا کر رہا تھا کہ اے خدا ایسے پاجیونکی شیخی کو رسوا کر تاکہ ہماری طرف اسخیا کا رحم متوجہ ہو حق سبحانہ نے پیٹ کی دعا قبول فرمائی اور سوزش احتیاج جسکو وہ چھپا رہا تھا طشت از بام ہو گئی حق سبحانہ فرماتے ہین کہ خواہ فاسق ہو خواہ بت پرست ہو جب ہم سے دعا کرتا ہے تو ہم اوسکو قبول فرماتے ہین لہذا تم کو شکم سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور دعا کو مضبوط پکڑنا چاہیئے اور خوب چلانا چاہیئے انشا۔اللہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک روز تم کو شیطان کے پنجہ سے رہائی نصیب ہوگی دیکھو جب پیٹ نے اپنے کو خدا کے حوالہ کیا تو حق تعالےٰ نے اوسکی حصول مدعا کی تدبیر کی جو اس صورت سے ظاہر ہوئی کہ بلی آئی اور دنبہ کی کھال اڑا لیگئی گھر والے دنبہ کو چھینے کے لئے دوڑے لیکن وہ بھاگ گئی اور ہاتھ نہ آئی اوسکو دیکھکر باپ کے غصہ کے خوف سے لڑکے کا رنگ فق ہو گیا اور وہ چھوٹا بچہ محفل مین آیا اس شیخی باز کی ساری آبرو خاک مین ملادی اسنے کہا کہ دنبہ کی وہ کھال جس سے آپ ہر روز صبح کو ہونٹ اور موچھیں چکنی کیا کرتے تھے بلی لے گئی ہم چھیننے کیلئے بہت دوڑے لیکن ہماری کوشش بے سود ثابت ہوئی یہ بہادر اسوقت شیخی بگھارنے مین سرگرم اور مزے لے رہا تھا جب اسنے یہ قصہ سنا تو مارے رنج کے مرنے کے قریب ہو گیا اور محفل مین بہت شرمندہ ہوا اوسنے سر کو جھکا لیا اور خاموش بیٹھ گیا حاضرین اول تو اس واقعہ سے متعجب ہو کر ہنس پڑے اوسکے بعد اونکے رحم کو حرکت ہوئی اور خیال کیا کہ بیچارہ شریف آدمی ہے۔ اسلیئے اپنی حالت کو چھپاتا ہے اسکی مدد کرنی چاہیئے لوگوں نے اوسکی دعوت کی اور اوسکا خوب پیٹ بھر دیا اور اپنے رحم کا بیج اوسکی زمین میں بو دیا پس جبکہ ان اسخیا کیطرف سے اوسکو سچ کا مزہ حاصل ہوا تو وہ سچ کا غلام ہو گیا اور پھر کبھی شیخی نہیں کی اس واقعہ سے تم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔ اور سچ کو اپنا شعار بنا لینا چاہیئے تاکہ دنیا مین بھی نیکنامی ہو اور آخرت میں بھی۔

شرح شبیری

ایک شیخی باز کا ہر صبح کو اپنی مونچھ اور لب کو چکنا کر لینا اور باہر آ کر دوستوں میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ کھایا ہے اور وہ کھایا ہے

دنبہ پارہ یافت مردے مستہان
ہر صباحے چرب کردے سبلتان

یعنی ایک شخص نے کہیں سے دنبہ کی کھال کا ٹکڑہ مفت پا لیا تھا تو ہر صبح کو اوس سے مونچھیں چکنی کیا کرتا تھا۔

۱۲
درمیان منعمان رفتے کہ من
لوت چربے خوردہ ام در انجمن

یعنی امراء کے یہاں جاتا اور کہتا کہ میں نے (فلان) مجلس میں بڑی چرب غذا کھائی ہے۔

دست بر سبلت نہادے در نوید
رمز یعنی سوئے سبلت بنگرید

یعنی ہاتھ مونچھ کے اوپر رکھتا خوشی میں اشارہ یہ کہ مونچھ کیطرف دیکھو مطلب یہ کہ مونچھونکے اوپر تاؤ دیتا تھا کہ لوگونکو معلوم ہو کہ حضرت کی مونچھ چکنی ہو رہی ہے تو ضرور کھایا ہے۔

کاین گواہ صدق گفتار من است
وین نشان چرب و شیرین خوردن است

یعنی (اسطرف اشارہ مقصود ہوتا تھا) کہ یہ میری بات کا گواہ ہے اور یہ چرب و شیرین غذا کھانے کی نشانی ہے وہ تو اس طرح سے خوب شیخی بگھارا کرتا تھا اور اوسکے پیٹ کی یہ حالت تھی کہ۔

اشکمش گفتے جواب بے طنین
کہ اباد اللہ کید الکافرین

یعنی اوسکا پیٹ جواب بے آواز کے دیتا کہ خدا اس کا فروں جیسے مکر کو غارت کرے مطلب یہ کہ پیٹ اوسکو بوجہ بھوک کے کوسا کرتا تھا اور اسکے کوسنے کی کوئی آواز تو سُنتا نہ تھا وہ کہتا کہ خدا ایسے مکر کو کہ مجھے بھوکا رکھتا ہے غارت ہی کرے اور کہتا کہ۔

لاف تو مارا بر آتش بر نہاد　　کان سبال چرب تو برکندہ باد

یعنی تیری شیخی نے ہمین آگ پر رکھہ رکھا ہے تیری وہ موچھ خدا کرے اکھڑ جاوے۔

گر نبودے لاف زشتت اے گدا　　یک کریمے رحم آوردے بما

یعنی اگر تیری یہ بُری شیخی نہوتی تو شاید کوئی کریم ہم پر رحم کرتا اور کہلا دیتا مگر اب تو سب سمجھتے ہین کہ یہ ایسی غذا کھاتا ہے کہ کسیکو نصیب نہیں لہذا کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔

ور نمودے عیب و کم کردے جفا　　ہم بدے مہمانِ یک آشنا

۱۲

یعنی اور اگر عیب دکہا دیتا اور جفا کم کرتا تو کسی آشنا کا مہمان ہوجاتا مگر اب کوئی پوچھتا ہی نہیں۔

راست کم گفتے و کج کم باختے　　یک طبیبے دارو ما ساختے

یعنی اگر سچ کہہ دیتا اور کج بازی کم کرتا تو کوئی طبیب ہماری دوا کر دیتا اور دوا وہی روٹی یعنے کوئی تو ہمن روٹی دے دیتا آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

گفت حق کہ کج مجنبان گوش و دم　　ینفعن الصادقین صدقہم

یعنی حق تعالے کا ارشاد ہے کہ گوش و دم کو کج مت ہلاؤ اسلئے کہ صادقین کو (قیامت مین) اونکا صدق ہی نفع دیگا۔ ہذا غلط اور کذب ہرگز نہ بولنا چاہیئے۔

کہف اندر کژ مخسپ اے محتلم　　انچہ داری وا نما و فاستقم

یعنی اے پراگندہ خواب دیکھنے والے غار کے اندر رنج مت سو جو کچھ کہ تو رکھتا ہے دکھلا دے اور استقامت اختیار کر مطلب یہ کہ تمہارے اندر عیوب ہین اونکو پوشیدہ کرکے مت رکھو بلکہ ظاہر کردو کہ اونکا کوئی علاج ہی کر دے اوسکے بعد تم استقامت اختیار کرو مگر بعض طبائع ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عیوب ظاہر نہیں کرسکتے ہیں اونکو علاج آگے بتاتے ہیں کہ اول تو یہی ہے کہ ظاہر کردو اور اگر عیوب کو ظاہر نہ کرسکو تو اوسکے سلئے فرماتے ہین کہ۔

ور نگوئی عیب خود بارے خمش ‌‌‌‌ از نمایش و ز دغل خود را مکش

یعنی اور اگر اپنے عیوب کہتے نہیں تو چپ ہی رہ نمایش اور دغل سے اپنے کو قتل مت کر مطلب یہ کہ اگر عیوب کو ظاہر نہیں کرسکتے تو اوسکے خلاف کمالات تو ظاہر مت کرو بلکہ چپ ہی رہو اسلئے کہ اگر تم نے کمالات کا دعوی کیا تو پھر کوئی بھی رحم نہ کریگا اور اگر دعوی شروع کر دیا تو پھر تو کوئی پوچھے گا بھی نہیں اور پھر مارے جاؤ گے۔

۱۴

بر سبال چرب خود تکیہ مکن ‌‌‌‌ زانکہ گربہ برد دنبہ بے سخن

یعنی اپنی چکنی مونچھ پر بھروسہ مت کر اسلئے کہ بلی دنبہ کی کھال کو بے شک لیگئی۔ اسکے لیجانے کا قصہ آگے بیان فرماوینگے تو مطلب یہ کہ فضول باتیں بناکر اپنا نقصان مت کرو اسمیں خطاب سالک کو بھی ہے کہ دیکھو اول تو اپنے عیوب کو شیخ کے سامنے ظاہر کردو تاکہ وہ علاج کر دے اور اگر یہ تم سے نہ ہوسکے تو دعوے تو مت کرو کہ اوسمین تو پھر کوئی بھی تم پر رحم نہ کریگا اور فرماتے ہیں کہ۔

گر تو نقدے یافتی مکشا دہان ‌‌‌‌ ہست در رہ سنگہائے امتحان

یعنی اگر تم نے کوئی نقد پا لیا ہے تو پھر منہ مت کھولو اسلئے کہ راہ مین بہت سے سنگ امتحان ہیں مطلب یہ ہے کہ اول تو کاذب دعوے مت کرو اور اگر کچھ سوز و گداز حاصل بھی ہوگیا ہے تب بھی اوسکو سا رے مین گاتے مت پھرو اسلئے کہ اس نقد کے پرکھنے والے راہ سلوک میں بہت ہیں اور وہ اولیاء اللہ مین جو کہ حال صادق اور حال کاذب کو معلوم کرلیتے ہیں اور ذرا سنبھلکر قدم رکھنا ورنہ

اگر امتحان مین ناکامیاب ہوئے تو پھر بڑی خرابی ہوگی کسی نے خوب کہا ہے کہ ؎ سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار مین مجنون + کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے۔ اب چونکہ یہان کاملین کو غرہ ہوسکتا تھا کہ آہا ہم سنگہائے امتحان اور پرکھنے والے ہیں لہذا مولانا اونکے کان بھی کھولتے ہیں فرماتے ہیں کہ۔

سنگہائے امتحان را نیز پیش　　امتحانہا ہست در احوال خویش

یعنی سنگہائے امتحان کے آگے بھی اپنے احوال مین امتحانات ہیں مطلب یہ کہ یہ جو کاملین پرکھنے والے ہیں اونکے لئے بھی امتحانات ہیں۔ اور اونکی بھی آزمایشیں ہوتی ہیں لہذا وہ بھی نہ اتراوین اور ذرا سنبھل کر رہیں ورنہ کہیں لغزش ہوگئی تو پھر سخت مشکل ہوگی۔ آگے فرماتے ہین کہ۔

گفت یزدان از ولادت تا بحین　　یفتنون فی کل عام مرتین

15 یعنی حق تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ ولادت سے وقت (موت) تک وہ ہر برس مین دو مرتبہ آزمائے جاتے ہین قرآن شریف مین ہے یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین تو دیکھو جب دوسطرف سے آزمایش ہے تو بیفکر ہوجانا سخت غلطی ہے اور فرماتے ہین کہ۔

امتحان بر امتحانست اے پسر　　ہین بکمتر امتحان خود را مخر

یعنی اے صاحبزادے امتحان پر امتحان ہین تو تم بہت چھوٹے امتحان میں اپنے کو مت خرید و مطلب یہ کہ جب امتحانات ہیں تو ذرا سنبھل کر کام کرو کہیں ذرا سے امتحان میں آکر اپنے کو برباد نہ کردو۔

از امتحانات قضا ایمن مباش　　ہین ز رسوائی بترس اے خواجہ تاش

یعنی قضا کے امتحانات سے بے خوف مت ہو اور اے ساتھی رسوائی سے ڈرتے رہو۔ کہ کہیں امتحان ہو اور اس میں ناکام ہو کر رسوائی ہو لہذا ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے آگے بلعم باعور کی بے خوفی کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو وہ بیخوف ہوگئے تھے اور آخر رسوا اور شرمندہ ہوئے۔

بلعم باعور کا بیخوف ہوجانا کہ حضرت حق نے اوسکا امتحان کیا تھا اور پھر اوسکا ناکام رہنا

بلعم باعور و ابلیس لعین زامتحان آخرین گشتہ مہین

یعنی بلعم باعور اور ابلیس لعین دیکھو آخری امتحان مین ذلیل ہوگئے۔

زانکہ بودند ایمن از مکر خدا کامتحانہا رفت اندر ما مضا

یعنی اسلئے کہ وہ مکر خدا سے بیخوف تھے (اور سمجھتے تھے) کہ زمانہ ماضی مین تو بہت سے امتحانات ہوچکے ہین مطلب یہ کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اسقدر امتحانات ہوچکے ہیں اب کیا امتحان ہوگا۔ اور اگر ہوگا بھی تو جیسا اون مین پاس ہوگئے تو اب تو ضرور پاس ہونگے بس اس دہوکہ مین رہ گئے تو آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ۔ ۱۶

عاقبت رسوائی آمد حال شان ہم شنیدہ باشی از احوال شان

یعنی انجام کار اونکی حالت رسوائی ہوئی اور تو نے انکے احوال سنے ہی ہونگے ابلیس کا اور بلعم باعور کا قصہ مشہور ہے کہ جب امتحان ہوا تو ناکامیاب اور ذلیل ہوئے لہذا چاہیئے کہ مکر حق سے کبھی بیخوف نہ رہنا چاہیئے بس آگے پھر اس شیخی باز کی حالت بیان فرماتے ہیں کہ۔

او بدعوے میل دولت مے کند معدہ اش نفرین سبلت میکند

یعنی وہ دعوے کے ساتھ رغبت دولت کی کرتا تھا اور اوسکا معدہ اوس موچھ پر لعنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ۔

(باقی آیندہ)

الحدیث ان من العلم
کھیئة المکنون الحدیث
ابوعبد الرحمن السلمی فی
الاربعین له فی التصوف
من حدیث ابی ھریرة باسناد
ضعیف اھ وتمامه فی الاحیاء
لا یعلمه الا اھل المعرفة
باللہ تعالیٰ فاذا نطقوا به
لم یجھله الا اھل الاغترار
باللہ تعالیٰ فلا تحقروا عالما
اتاہ اللہ تعالیٰ علما منه
فان اللہ عزوجل لم یحقرہ
اذ اتاہ ایاہ۔
الحدیث ما فضل ابوبکر
الناس بکثرة صلاة ولا
بکثرة صیام الحدیث الترمذی
الحکیم فی النوادر من قول
ابی بکر بن عبد اللہ المزنی ولم
اجدہ مرفوعا وتمامه فی الاحیاء
وما فضل ابوبکر رض الناس بکثرة
صیام ولا صلاة ولا بکثرة

حدیث بعض علوم مخفی اشیار کی شکل میں ہوتے ہیں
روایت کیا اسکو ابوعبدالرحمن سلمی نے اپنی تصوف کی
چہل حدیث میں حدیث ابی ہریرہ رض سے اسناد ضعیف
کے ساتھ اور پوری روایت احیار میں اس طرح ہے کہ
اُس علم کو بجز عارفین باللہ کے کوئی اور نہیں جانتا
پھر جب وہ اُس علم کے ساتھ گویا ہوتے ہیں تو اُس
سے وہی لوگ جہالت میں رہتے ہیں جو اللہ تعالے
کے معاملہ میں دھوکہ کھائے ہوئے ہیں (مراد انکار
وتکذیب ہے کیونکہ اجمالاً تصدیق کر لینا بھی ایک قسم کا
علم ہے اور دھوکہ یہ کہ وہ اپنے علم وعمل کو عنداللہ صحیح
ومقبول سمجھتے ہیں) پس تم ایسے عالم کو حقیر مت سمجھو
جسکو خدا تعالیٰ نے اُس علم کا کچھ حصہ دیا ہو کیونکہ خدا
تعالیٰ نے اُس کو حقیر نہیں سمجھا جبکہ وہ علم اُسکو دیا۔
حدیث حضرت ابوبکر رض جو اور لوگوں سے افضل
ہو گئے تو نماز و روزہ کی کثرت سے نہیں ہوئے الخ
(مراد نفل نماز و روزہ ہے کیونکہ کثرت اسی میں ہو
سکتی ہے) اس کو حکیم ترمذی نے نوادر میں ابوبکر بن
عبداللہ مزنی کا قول کہا ہے اور میں نے اسکو مرفوع
نہیں پایا اور پورا مضمون احیار میں ہے اس طرح کہ
حضرت ابوبکر رض جو لوگوں سے فضیلت میں بڑھ گئے
ہیں تو نہ کثرت صیام سے نہ کثرت صلوٰۃ سے نہ کثرت

روایۃ ولا فتوی ولا کلام
ولکن بشیء وقر فی صدرہ
اھ فی الحدیث وفی الاثر
اثبات للعلوم والاحوال
الباطنیۃ۔

علوم واحوال باطنہ

الحدیث اختلاف امتی رحمۃ ذکرہ
البیہقی فی رسالتہ الاشعریۃ تعلیقا
واسندہ فی المدخل من حدیث ابن
عباس بلفظ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ
واسنادہ ضعیف اھ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من التوسع والرفق بالناس
فی الاختلافیات۔

الحدیث ان من العلم جھلا الحدیث
ابوداؤد من حدیث بریدۃ وفی
اسنادہ من یجھل اھ فیہ ما علیہ
الصوفیۃ من تسمیۃ علم لا یوصل
الی اللہ تعالی جھلا۔

الحدیث اذا مررتم بریاض
الجنۃ فارتعوا الحدیث
الترمذی من حدیث انس و
حسنہ وتمامہ فی الاحیاء

روایت سے نہ زیادہ فتوے دینے سے نہ زیادہ علمی
تقریر سے بلکہ خاص ایک چیز کی وجہ سے بڑھ گئے ہیں
جو اُن کے سینہ میں بیٹھ گئی ہے اھ۔ اس حدیث اور
اور اثر میں اثبات ہے علوم باطنہ واحوال باطنہ کا (اول
میں اُن علوم کا ذکر ہے ثانی میں ان احوال کا)۔

حدیث میری امت کا اختلاف رحمت ہے ذکر کیا اسکو
بیہقی نے اپنے رسالہ اشعریہ میں معلقاً اور مدخل میں
حدیث ابن عباس رضہ سے ان الفاظ سے سنداً اختلاف
اصحابی لکم رحمۃ یعنی میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے
لئے رحمت ہے اور اسناد اسکی ضعیف ہے اھ اس حدیث
میں اصل ہے اس عادت کی جسپر صوفیہ عامل ہیں۔ کہ
اختلافی امور میں لوگوں کے ساتھ توسع اور نرمی برتتے ہیں

حدیث بعض علم جہل ہے روایت کیا اسکو ابوداود نے
حدیث بریدہ سے اور اس کی اسناد میں ایک مجہول ہے
اسمیں صوفیہ کی اس عادت کی اصل ہے کہ وہ ایسے علم کو
جہل کہتے ہیں جو موصل الی اللہ نہ ہو (کما قال الشیرازی
علمیکہ رہ بحق ننماید جہالت ست)۔

حدیث جب تم جنت کے باغوں پر گذرا کرو تو (انمیں)
چرا کرو (یعنی اُن سے غذائے روحانی حاصل کیا کرو)
روایت کیا اسکو ترمذی نے حدیث انس رضہ سے اور پوری
روایت احیاء میں اس طرح ہے عرض کیا گیا کہ جنت کے

قیل وما ریاض الجنۃ
قال مجالس الذکر اھ فیہ فضل ظاہر
لمجالس الصوفیۃ الصافیۃ فانہا
محض ذکر علما وعملا

الحدیث ان من الشعر لحکمۃ البخاری
من حدیث ابی بن کعب اھ فیہ
تقریر ما اعتادہ اکثر الصوفیۃ من
تدوین العلوم والحقائق فی الشعر

الحدیث ما حدث احدکم قوما
بحدیث لا یفقہونہ الا کان فتنۃ
علیہم العقیلی فی الضعفاء وابن السنی
وابو نعیم فی الریاء من حدیث ابن عباس
باسناد ضعیف ولمسلم فی مقدمۃ
صحیحہ موقوفا علی ابن مسعود

الحدیث کلموا الناس
بما یعرفون ودعوا ما
ینکرون الحدیث البخاری
موقوفا علی علی ورفعہ
ابو منصور الدیلمی فی
مسند الفردوس من طریق
ابی نعیم وتمامہ فی الاحیاء

باغ کیا ہیں ارشاد ہوا کہ ذکر کی مجلسیں اھ اس میں کھلی فضیلت
صوفیہ صافیہ کی مجالس کی ہے کیونکہ وہ مجالس خالص
ذکر ہی ہیں خواہ علماً خواہ عملاً (یعنی وہاں افادہ علوم کا
ہوتا ہے یا تسبیح وتہلیل کا شغل ہوتا ہے)۔

حدیث بعض اشعار حکمت ہیں روایت کیا اسکو بخاری
نے حدیث ابی بن کعب سے اھ اس میں تائید ہے اس عادت
کی جس کو اکثر صوفیہ نے اختیار کیا ہے کہ علوم وحقائق
کو اشعار میں ضبط کیا ہے۔

حدیث جب کبھی کسی شخص نے کسی مجمع سے ایسی بات
کہی جسکو وہ سمجھتے نہ ہوں تو وہ بات ضرور ان کے لئے
فتنہ ہوگئی روایت کیا اسکو عقیلی نے ضعفاء میں اور
ابن السنی نے اور ابو نعیم نے ریاء میں حدیث ابن عباسؓ
سے اسناد ضعیف کے ساتھ اور مسلم نے اپنی صحیح کے
مقدمہ میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً روایت کی ہے۔

حدیث لوگوں سے وہی بات کرو جسکو وہ سمجھ سکیں
اور اس چیز کو چھوڑ دو جس کو وہ نہ سمجھ سکیں روایت
کیا اس کو بخاری نے حضرت علیؓ سے موقوفاً۔ اور
ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابو نعیم کے طریق
سے اس کو مرفوع کیا ہے۔ اور پوری روایت احیاء
میں اس طرح ہے کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی اور اس کے
رسول کی تکذیب کی جاوے (یعنی جب بات تو ہو

مجالس صوفیہ کی فضیلت — فضل مجالس الصوفیۃ

تائید عادت صوفیہ کہ علوم و حقائق کو اشعار میں ضبط کرتے ہیں — تصویب عادۃ الصوفیۃ من ضبط المعارف فی الشعر

اتريدون
ان يكذب الله
ورسوله -

الحديث نحن معاشر الانبياء امرنا ان ننزل الناس منازلهم الحديث رويناه فى جزء من حديث ابى بكر الشخير من حديث عمر اخصر منه وعند ابى داؤد من حديث عائشة انزلوا الناس منازلهم وتمامه فى الاحياء وتكلمهم على قدر عقولهم اه فيه ما عليه المحققون من الصوفية من تعليم كل بما هو اهله وكتمان بعض العلوم من العامة -

الحديث العلم علمان علم على اللسان الحديث الترمذى الحكيم فى النوادر وابن عبد البر من حديث الحسن عن جابر باسناد جيد واعله ابن الجوزى وتمامه فى الاحياء بعد قوله على اللسان فذلك حجة الله على خلقه

قرآن وحدیث کے موافق اور سمجھ میں آئے نہیں اور اس لئے کسی نے اُس کو سچ نہ سمجھا تو تم سب نے خدا و رسولؐ کی تکذیب کی) -

حدیث ہم انبیار کی جماعت کو حکم ہوا ہے کہ لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھیں ہم سے ابو بکر شخیر کی حدیث کے ایک جزو میں اس کی روایت حدیث عمرؓ سے اس سے مختصر روایت کی گئی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں حدیث عائشہؓ سے یہ ہے کہ تم لوگوں کو اُن کے مرتبوں پر رکھو اور پوری روایت احیار میں ہے کہ ہم کو یہ بھی حکم ہوا ہے کہ اُن سے اُن کے عقول کے موافق کلام کیا کریں اھ - اس میں دلالت ہے اُس عمل پر جس پر صوفیہ محققین عامل ہیں کہ ہر شخص کو وہی تعلیم کرتے ہیں جس کا وہ اہل ہے اور بعض علوم کو عوام سے مخفی رکھتے ہیں -

حدیث - علم دو قسم ہے ایک علم (محض) زبان پر الخ اسکو حکیم ترمذی نے نوادر میں اور ابن عبد البر نے حسن کی روایت سے جابر سے سند جید کے ساتھ نقل کیا ہے اور ابن الجوزی نے اسکو معلول کہا ہے اور پوری روایت احیار میں اس طرح ہے کہ علی اللسان کے بعد یہ بھی ہے کہ یہ علم (زبانی) تو اللہ تعالےٰ کی حجت ہے اُسکی مخلوق پر (یعنی اس علم سے ان لوگوں کو الزام دیا جاویگا

حضرت حکیم الامۃ محی السنۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کے مضامین کا خزینہ

علمی اور مذہبی

ماہواری رسالہ

الہادی

علوم دینیہ کے شائقین کو مژدہ سنایا جاتا ہے کہ مواعظ حسنہ اور حدیث و تصوف اور علوم عقلیہ کا جامع رسالہ جو ہر ماہ قمری کی تیسری تاریخ کو کتب خانہ اشرفیہ دہلی سے شائع ہوتا ہے جسمیں حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں۔

التادیب التہذیب ترجمہ ترغیب ترہیب جسمیں صحیح احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کیگئی ہے جسکو دیکھکر یا سنکر ہر انسان کا دل طاعت کیجانب مائل ہوتا ہے اور گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

تسہیل المواعظ حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم کے مواعظ حسنہ کو ایسا آسان کر دیا گیا ہے کہ ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ جلد دوم جسمیں حضرت مولانا موصوف دام فیضہم نے احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں جس کا مطالعہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور نو تعلیم یافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت ضروری اور بیحد مفید ہے۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق تو کچھ کہنے ہی کی حاجت نہیں جو حصے اس کے چھپ چکے ہیں وہ اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف۔ اس میں مولانا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو السنۃ صوفیہ پر یا رسائل تصوف میں مذکور ہیں۔ یہ کتاب نہایت شاندار ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسالہ ہذا کے لئے حضرت والا نے اسکا ترجمہ فرما دیا جسمیں مسائل تصوف کی تقریر بھی کیگئی ہے۔ جو لوگ مولانا مدظلہم کی تحقیق تصوف سے واقف ہیں۔ وہ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس بینظیر کتاب میں کیا کچھ بیش بہا جواہرات علمیہ ہونگے۔

باوجود ان سب خوبیوں کے قیمت سالانہ صرف [illegible] ہے۔

(مینیجر)

اصول و مقاصد رسالہ ہذا اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) اس رسالہ کو مناظرہ و مباحثہ و سیاسی امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

(۳) کوئی مضمون مسلک اہل حق کے خلاف شائع نہ ہوگا۔

(۴) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۵) کسی ماہ کا رسالہ مع لوح کے ڈھائی جزء سے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے۔ اور قیمت سالانہ عہ۸؍ ہے۔

(۶) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بھیجا جائیگا۔ اور ۲؎ دو آنہ خرچ وی۔ پی کا اضافہ کرکے عہ۱۰؍ کا وی۔ پی روانہ ہوگا۔ جس پر ۲؎ دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ عہ۱۲؍ میں پہنچیگا۔

(۷) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ بھیجا جائیگا وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۸) جو صاحب دو تین ماہ کے بعد خریدار ہونگے۔ اُن کی خدمت میں کل پرچے ابتدا یعنے جمادی الاوّل ۱۳۴۳ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے۔

(۹) قیمت ہمیشہ پیشگی لیجاوے گی خواہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں یا وی۔ پی کی اجازت دیں ہاں اگر کوئی صاحب وسط سال میں رسالہ بند کرنا چاہیں گے تو بقایا قیمت واپس کردیجائے گی۔

(۱۰) الھادی کے متعلق جملہ تحریرات بنام محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی ہونی چاہیے۔

(۱۱) جواب کے لئے جوابی خط آنا چاہیئے۔ جو صاحب خریداران رسالہ ہیں، براہ مہربانی پتہ کے ساتھ نمبر خریداری ضرور لکھدیا کریں ورنہ جواب کی شکایت نہ ہو۔

راقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ "الھادی" دہلی